لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

جلد ۱ | کلکتہ : جمعہ ۲۲ - ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۴ ہجری
Calcutta : Friday, 28th Jan. & 4th Feb. 1916. | نمبر - ۸ - ۹

ترجمان القرآن

یعنی قران حکیم کا اردو ترجمہ، از خامۂ ایڈیٹر الہلال

آسمانی صحائف و اسفار کے حقیقی حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام ہیں - پس انکی تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانہ عمل ہے، جس کی توفیق صرف انہی لوگوں کو مل سکتی ہے جنہیں حق تعالی انبیاء کرام کی معیت و تبعیت کا درجہ عطا فرماتا ہے، اور انکا نور علم براہ راست مشکواۃ نبوت سے ماخوذ ہوتا ہے : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

ہندوستان کی گذشتہ قرون اخیرہ میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کی توفیق ملی، وہ حضرت شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان تھا - انکے فرزند حجۃ الاسلام، امام الاعلام، مجدد العصر، حضرۃ شاہ ولی اللہ قدس سرہ تھے، جنہوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمہ کی ضرورت الہام الہی سے محسوس کی، اور فارسی میں اپنا عدیم النظیر ترجمہ مرتب کیا - انکے بعد حضرۃ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہما کا ظہور ہوا، اور اردو زبان میں ترجمۃ القرآن کی بنیاد استوار ہوئی - شکر اللہ سعیہم، و جعل الجنۃ مثواہم !

اس واقعہ پر ٹھیک ایک صدی گذر چکی ہے، لیکن یہ کہنا کسی طرح مبالغہ آمیز نہ سمجھا جائیگا کہ نشر و تبلیغ قرآن حکیم کی جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکھی تھی، اسکی تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الہلال کیلیے مخصوص کردیا تھا، جنہوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز، و بلاغت و انشاء مخصوص، و فہم حقائق و معارف قرانیہ، و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکھکر قرآن حکیم کا یہ اردو ترجمہ نہایت سلیس، عام فہم، معنی خیز، حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا ہے، اور بحمد اللہ کہ زیر طبع ہے -

یہ ترجمہ کیسا ہے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الہلال کا مطالعہ کرچکے ہیں، اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروری ہے -

یہ ترجمہ حامل المتن ٹائپ کی جگہ لیتھو میں چھاپا جارہا ہے تاکہ ارزاں ہو، اور بچوں، عورتوں، سب کے مطالعہ میں آسکے - قیمت فی جلد چھہ روپیہ رکھی گئی ہے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکھتے ہی قیمت بھیجدینگے، انسے صرف ساڑھے چار روپیہ لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیہ منیجر البلاغ کے نام بھیجنا چاہیے -

ضروری ـــ ڈبل نمبر ہونے کی وجہ سے قیمت فی پرچہ چھہ آنہ

"كتاب مرقوم يشهده المقربون" (٨٣ : ١٨)

" في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [٨٣ : ٢٣]

السّحر الحلال في مجلّدات الهلال

گاہ گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) " الهلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا هفته وار رساله هے جو ایک هي وقت میں دعوة دینیۀ اسلامیۀ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید' اعتصام بحبل الله المتین کا واعظ ' اور وحدة کلمۀ امۃ مرحومه کي تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیه ' و فصول ادبیه ' و مضامین و مقالات سیاسیۀ و فنیه کا مصور و مرصع مجموعه تها - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب الله الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا هے - اسکے طریق استدلال و استشهاد قرآنی نے تعلیمات الاهیه کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونه پیش کیا هے ' وه اسدرجه عجیب و موثر هے که الهلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے هیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور هیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جمله ' ایک ایک ترکیب ' بلکه عام طریق تعبیر و ترتیب ' و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیره میں مجددانه و مجتهدانه هے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعة الاهیه کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوي سیاست و اجتماعیة ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامي میں نہیں رکھتا -

(۳) وه تمام هندوستان میں پہلی آواز هے جس نے مسلمانوں کو انکي تمام سیاسي و غیر سیاسي معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کي' اور سیاسی آزادي و حریت کو عین تعلیمات دین و مذهب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک که دو سال کے اندر هي اندر هزاروں دلوں ' هزاروں زبانوں ' اور صدها اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانه نکلوا دیا !

(۴) وه هندوستان میں پہلا رساله هے جس نے موجوده عهد کے اعتقادي و عملی الحاد کے دور میں توفیق الهي سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغله بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغه کے کہا جاسکتا هے که اسکے مطالعه سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاهد في سبیل الله مخلص هوگئے هیں - بلکه متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شهر کے شهر هیں جن میں ایک نئي مذهبي بیداري پیدا هوگئي هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جهاد في سبیل الله کے جو حقائق و اسرار الله تعالی نے اسکے صفحات پر ظاهر کیے ' وه ایک فضل مخصوص اور توفیق و مرحمت خاص هے -

(۶) طالبان حق و هدایت' متلاشیان علم و حکمت' خواستکاران ادب و انشاء' تشنگان معارف الاهیه و علوم نبویه' غرضکه سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعه اور کوئي نہیں - وه اخبار نہیں هے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی هوجاتی هوں - وه مقالات و فصول عالیه کا ایک ایسا مجموعه هے' جن میں سے هر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف هے ' اور هر زمانے اور هر وقت میں اسکا مطالعه مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید هوتا هے -

(۷) چهه مهینے کي ایک جلد مکمل هوتی هے - فهرست مواد و تصاویر به ترتیب حروف تہجي ابتدا میں لگا دی گئي هے - ولایتي کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام هندوستان میں وحید و فرید چهپائی کے ساتهه بڑي تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسري جلد دوباره چهپے گي - تیسري' چوتهي اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رهگئے هیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتهی جلد میں (۱۲۵) سے زاید هاف ٹون تصویریں بهی هیں ' اس قسم کي دو چار تصویریں بهي اگر کسی اردو کتاب میں هوتی هیں تو اسکی قیمت دس روپیه سے کم نہیں هوتی

(۹) با ایں همه قیمت صرف سات روپیه هے - ایک روپیه جلد کي اجرت هے -

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648.

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - ریپن لین
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر ۹ | کلکتہ : جمعہ ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۴ ہجری . | جلد ۱
Calcutta : Friday, February 4, 1916.

دعــوۃ الی القــرآن

(۱) قرآن حکیم کي اشاعۃ اور تبلیغ مسلمانوں کا قومی عشق تھا - انہوں نے جو کچھہ کیا صرف اسي کیلیے کیا ' اور اُنکي تاریخ محامد و فضائل میں جو کچھہ بھي ہے صرف اسي کے لیے ہے - انہوں نے اپنا وطن چھوڑا تو اُسي کیلیے ' عزیز و اقربا سے مہجور ہوے تو اُسي کي خاطر ' مال و دولت لٹایا تو اُسي کي یاد میں ' انکي تلواریں بے نیام ہوئیں تو اسي کي صولت کیلیے ' اور انکي گردنوں کا خون بہا تو اُسی کے عشق میں ! آہ ' انکي قومي زندگي کي عام صدا یہ تھي :

إن صــلاتي و نسکي	میري عبادت ' میري قرباني ' میرا جینا
و محــیاي و ممــاتي	میرا مرنا ' غرضکہ زندگي اور زندگي میں
لله رب العــالمین -	جو کچھہ ہے ' سب کچھہ الله کیلیے ہے
	جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ؟

لیکن انقلاب زمانہ نے آج اُسي قوم کو اِس حالت تک پہنچادیا ہے کہ قرآن کي تبلیغ کي راہ میں ایثار نفس اور فدویت جسم و جان کي توقع کیا کي جاے ' مال و دولت کے کسي حقیر حصے کا اتفاق بھي ناپید ہوگیا ہے !!

(۲) حدیث صحیح میں آیا ہے کہ میري اُمۃ پر ایک وقت ایسا آئیگا جب ایک چھوٹي سی نیکي اتنا ثواب حاصل کریگي ' جسقدر بڑي سے بڑي نیکي آج حاصل کرتي ہے ' کیونکہ جب تاریکي بہت بڑھجاے اور روشني کي تمام قندیلیں بجھہ جائیں ' تو اُسوقت دیاسلائي کي ایک تیلي بھي بہت قیمتي ہوتي ہے ' اور اگر ایک ٹمٹماتا ہوا دیا بھي میسر آجاے تو اُسے بجلي کے لیمپ سے بڑھکر لوگ غنیمت سمجھتے ہیں

یقیناً وہ وقت آ گیا - تاریکي ہر طرف ہے مگر روشني کا کوئي سامان نہیں کرتا - ایسي حالت میں اگر کسي طرف سے ایک ہلکي سي شعاع بھي نظر آجاے تو اُسکي ویسي ہي عزت کرني چاہیے جیسي روشني کے عہد میں کسي قیمتي سے قیمتي فانوس کي کیا کرتے تھے -

(۳) ترجمان القرآن اور البیان کي توسیع اشاعۃ کیلیے بعض احباب کرام جو کچھہ سعي کررہے ہیں ' میں اُسے اِسي نظر سے دیکھتا ہوں ' اور چاہتا ہوں کہ لوگ بھي اسي نظر سے دیکھیں - ان دونوں کتابوں کیلیے سب سے بڑي ضرورت اس چیز کي ہے کہ غیر مستطیع مسلمانوں میں (اور وہي مسلمان سب سے زیادہ اسکے مستحق ہیں) اسکي اشاعۃ کا انتظام کیا جاے ' اور مسلمانوں کا کوئي حلقہ اور کوئي طبقہ ایسا باقي نہ رہے جسکے اندر اسکے چند نسخے نہ پہنچ جائیں - علی الخصوص انگریزي و عربي مدارس کے طلباء ' مساجد کے ائمہ و حفاظ ' اور بالعموم تمام علماء کرام و ارباب ہوس و وعظ اسکے اصلي مخاطب ہیں - ان میں سے ہر شخص اپنے ساتھہ ایک بڑا دائرہ دعوۃ و اثر کا رکھتا ہے ' اور اگر قرآن حکیم کے فہم و درس کي صحیح راہ اُسکے آگے کھل جاے تو ہزاروں مسلمانوں کے اندر تبدیلي پیدا ہوجاے -

(۴) سو الحمد لله کہ بعض ارباب اخلاص کو اللہ نے اِسکي توفیق دي ہے کہ اُنکي متعدد جلدیں لیکر مفت تقسیم کریں ' اور اسطرح اُنہوں نے ایک ایسے عہد میں جبکہ انفاق في سبیل الله کی سچي مثالیں ناپید ہو رہي ہیں ' اور مسلمانوں کے مال و دولت میں خدا اور اسکے کلمۂ حق کے لیئے کوئي حصہ نظر نہیں آتا ' ایمان باللہ اور عشق کلام الہي کا ایک قابل صد عزت نمونہ پیش کیا ہے -

اس سلسلے میں سب سے زیادہ مستحق ذکر حاجي عبد الشکور صاحب ہیں جنہوں نے تفسیر البیان کي ! پچاس ؟ جلدوں کي قیمت بھیجدي ہے - ان جلدوںکو وہ اپنے وطن میں تقسیم کرینگے -

لیکن سب سے زیادہ قابل تقلید نمونہ اُن احباب بہاولپور کا ہے جنہوں نے اپني ایک رسمي اور تفریحي صحبت کي دلاویزیوں پر اللہ کے کلام مقدس کي تبلیغ کو ترجیح دي ہے !

جناب شیخ محمد عبد الله صاحب بہاولپور سے لکھتے ہیں :

" میرے ایک دوست مسٹر علي احمد خاں بي - اے ہیں جنکي تنخواہ میں اللہ کے فضل سے پچاس روپیہ کا اضافہ ہوا ہے - اس ترقي کي خوشي میں دوستوں کي خواهش تھي کہ چاء اور شیریني کي کوئي صحبت منعقد ہو ' لیکن سب کي یہ راے قرار پائي کہ چند لمحوں کي بیفائدہ صحبت کي جگہ اگر دین کي کوئي خدمت ہوجاے اور خدا کا کلام اسکے بندوں تک پہنچ جاے ' تو یہ بڑي ہي سعادت کي بات ہوگي - پس ہم سب نے قرار دیا کہ جو روپیہ ٹي پارٹي میں خرچ کرنے کیلیے نکالا گیا تھا ' اس سے آپکے ترجمۃ القرآن کے نسخے منگوائے جائیں اور ارباب دل میں مفت تقسیم کیے جائیں - چنانچہ سو روپیہ کا مني آرڈر مرسل خدمت ہے - ترجمان القرآن کي قیمت میں محسوب ہو ' اس روپیہ سے جسقدر نسخے آپ بھیجیں گے ' مسٹر موصوف کے احباب میں تقسیم کردے جائینگے "

اللہ تعالی مسٹر موصوف اور انکے تمام دوستوں کو اس عمل خیر کیلیے جزاء خیر دے - بظاہر یہ ایک معمولي سا واقعہ ہے ' لیکن غور کیجیے تو مسلمانوں کیلیے محبت قرآني کا ایک بہت بڑا نمونہ ہے - اگر لوگ اسي طرح اپنے اولین فرض اسلامي کو محسوس کریں ' تو بغیر کسي بہت بڑے دنیوي نقصان کے گوارا کیے وہ اللہ کي خدمت کیلیے بہت کچھہ کر سکتے ہیں -

اسي طرح شیخ عبد الحمید صاحب (رسولپور ضلع میرٹھہ) نے چند جلدوں کي قیمت بھیجدي ہے ' اور چند قومي لائبریریوں کا پتہ لکھا ہے کہ انکي جانب سے مفت وہاں بھیجدي جائیں

شذرات

مسلم لیگ

مسلم لیگ کے گذشتہ اجلاس کا تذکرہ اخبارات و رسائل کے صفحات اور بحث و مذاکرہ کی صحبتوں میں قریب الاختتام ہے - کامل چار ہفتے اسپر گذر چکے، اور ہر شاہد و سامع نے اسکے نقد و بحث میں کچھہ نہ کچھہ حصہ لیا - تاہم بہت سی ضروری باتیں اب تک باقی ہیں، اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ اصلیت کو مشتبہ کرنے کیلیے چند مفسدانہ غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں -

جنوری کے اوائل میں اگر ہمیں فرصت ملتی تو بہ تفصیل اس واقعہ کی نسبت لکھتے - لیکن اب تفصیل کا موقعہ نہیں رہا - صرف ان غلط فہمیوں کی طرف اشارہ کردینا چاہتے ہیں، جنکا اثر واقعہ کی عارضی حیثیت کی جگہ اصولی نتائج و عبر پر پڑتا ہے -

اس سلسلے میں سب سے پہلی چیز جو سامنے آتی ہے، وہ مسلمانان بمبئی کے اندرونی اختلافات کا مسئلہ ہے، جسکو عام طور پر لیگ کے ہنگامہ کی اصلی علت قرار دیا جاتا ہے -

ہم اس تعجب اور حیرانی کے ظاہر کرنے کیلیے الفاظ نہیں پاتے، جسکے ساتھہ ہم نے ان تحریروں کو پڑھا ہے جو بعض مدعیان علم و واقفیت نے شائع کی ہیں، اور جنکے اندر وہ یقین کے ساتھہ ظاہر کرتے ہیں کہ مسلمانان بمبئی کے سیاسی اختلاف اور پارٹی فلینگ نے لیگ کے جلسے کو اس مصیبت سے دوچار کیا !

دنیا میں علم و یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ مشاہدہ ہے، سماع ہے، روایت ہے، قیاس صحیح ہے، اور تواتر و تسلسل واقعات ہے - ہم حیران ہیں کہ لیگ کے اجلاس بمبئی کے متعلق یہ تمام ذرائع موجود ہیں، اور ان میں سے ہر ذریعہ صاف صاف یقین دلا رہا ہے کہ اس ہنگامہ کو نہ تو مسلمانان بمبئی کے کسی سیاسی اختلاف آراء سے تعلق تھا، اور نہ مختلف سیاسی جماعتوں کی کشمکش سے - یہ جو کچھہ ہوا، اسکی علۃ اصلی صرف ایک ہی تھی ؟ اور وہ صرف اسی مخفی طاقت کی کارفرمائی تھی جو ہمیشہ خود تو پس پردہ رہتی ہے، لیکن اپنے تنخواہ دار سپاہیوں کو آگے بھیجدیتی ہے - تاکہ میدان رزم میں خیمہ نشیں سپہ سالار کے احکام کی تعمیل کریں -

لیگ کے اجلاس سے پہلے جو کچھہ ہوا، اور لیگ کے اجلاس کے اندر جو کچھہ ہوا، دونوں کی پوری سرگذشت دنیا کے سامنے موجود ہے - اور وہ اس حقیقت کو اسدرجہ روشن و واضح صورت میں نمایاں کر رہی ہے کہ ہندوستان کے مخفی دسائس و فریب کی پوری تاریخ میں ایسا بے نقاب جلوہ کبھی بھی نظر نہیں آیا تھا -

ان نادانوں یا دانستہ حق پوشوں کا بیان ہے کہ لیگ نے اس سال کانگریس سے ملنا چاہا، اور ہندوستان کے مستقبل کی امیدوں میں وہ یک قلم ہندوں کے ہمدوش کھڑی ہوگئی - مثل اور مقامات کے بمبئی میں بھی مسلمانوں کا ایک گروہ اس بدعت کا مخالف موجود تھا - اس نے پہلے کوشش کی کہ جلسہ نہو - پھر جب سید علی امام نے بمبئی میں راضی نامہ کرانے کی یادگار عزت حاصل کی، تو مجبوراً ساتھہ ہوگیا - تاہم اختلاف شدید تھا - اسکی دانشمندی و سیاست فہمی کسی طرح بھی گوارا نہیں کرسکتی تھی کہ مسلمان ہندوں کے ساتھہ ملکر اپنے آپکو تباہ کرڈالیں - پس وہ ایک مجاہد حق جماعت کی طرح جہاد فی سبیل الحق کیلیے طیار ہوگیا، اور شہر کے بدمعاشوں اور اراذل کی ایک پلٹن طیار کرکے لیگ پر حملہ کردیا -

لیکن جن لوگوں کو اخبارات کے صفحوں پر اسطرح علانیہ کذب سرائی سے عار نہیں آتا، کیا وہ بتلاسکتے ہیں کہ جس جماعت نے لیگ کی مخالفت میں حصہ لیا، ان میں وہ کون لوگ ہیں جنکو سیاست فہمی اور قوم پرستی کا یہ خلعت عطا ہورہا ہے ؟ کیا پچاس ساٹھہ آدمیوں کی وہ جماعت جو وزیٹروں کے حلقہ میں آکر بیٹھہ گئی تھی، اور جسے صرف یہ تعلیم دی گئی تھی کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد "شیم شیم" کا نعرہ بلند کرتے رہنا، چنانچہ وہ مسکین اپنے پیشواؤں کے شور و غل پر بھی اسی آموختہ کو دہرا دیتے تھے ؟ اگر وہ نہیں تو پھر کیا علی خاں معروف بہ عبد الرؤف جو پرانی گاڑیوں کو رنگا کرتا ہے، اور جس غریب کو یہ بھی نہیں معلوم کہ کانگریس کیا بلا ہے اور لیگ کس جانور کا نام ہے ؟ اگر وہ بھی نہیں تو پھر کیا بمبئی کے بدمعاشوں کا وہ سردار جو اسٹیج کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا تھا اور جو لیگ سے اپنے سیاسی اختلاف کو اس ماہرانہ جملے میں ادا کرتا تھا کہ " میرا ملک کابل کیوں ہندوں کو بخش رہے ہو " ؟ اگر یہ لوگ صرف مزدور تھے، اور سیاست کا معلم وہی تھا جسکے ذریعہ انہوں نے مزدوری پائی، تو پھر کیا سلیمان قاسم مٹھا کے روپیوں کی تھیلیوں میں اس سیاسی فہم و تدبر کو ڈھونڈھیں، حالانکہ روپیہ سے آلو اور بمبئی کے بدمعاش دونوں چیزیں خریدی جاسکتی ہیں مگر نہ تو عقل خریدی جاسکتی ہے اور نہ علم !

لطف کی بات یہ ہے کہ ان بحث کرنے والوں میں اکثر لوگ وہ ہیں جو خود بمبئی میں موجود تھے، لیکن انکی واقفیت کا یہ حال ہے کہ بیچارے علی خاں سندھی کو " مولانا عبد الرؤف " کے لقب سے لکھتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی بمبئی کا بڑا لیڈر ہے جس نے بھرے جلسے میں مخالفت کی، اور محض سیاسی اختلاف کی وجہ سے شور و غل مچایا - حالانکہ بمبئی کا ہر شخص اس شخص کے حالات سے واقف ہے، اور ہر جگہ اس قسم کے باجے بازاروں میں بکثرت ملتے ہیں، جنکو کوکدیا جائے تو بجتے رہینگے -

بہر حال بمبئی میں لیگ کے موقعہ پر جو کچھہ ہوا، اسکو کسی سیاسی اختلاف و جماعت بندی سے کوئی تعلق نہیں - ہر شخص جانتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کا اتحاد ان لوگوں کی نظروں میں کس درجہ مہیب چیز ہے، جنہوں نے اپنی کامیابیوں کا محل تفریق عناصر کی بنیاد پر تعمیر کیا ہے، اور علی الخصوص موجودہ حالات میں کانگریس اور لیگ کا یکجا ہونا اور مل جلکر ایک کمیٹی بنانا، انکے مقاصد کیلیے کس درجہ ہولناک ہے ؟ بمبئی میں انہی مقاصد سے لیگ کو منعقد کیا جاتا تھا - پس کوشش کی گئی کہ اسکی راہ میں موانع پیدا کیے جائیں - اسکے لیے ہمیشہ سے ایک ہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے، اور وہ ہم سب کو معلوم ہے - شیطان کو کبھی بھی انسانوں نے اپنے سامنے نہیں دیکھا ہے، اسکی وسوسہ اندازیوں نے ہمیشہ انسانوں ہی کو اپنی سواری کا گدھا بنایا ہے :

الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ و الناس -

پس شیطان اس موقعہ پر بھی اپنے ابلیسانہ تخت فساد کے ساتھہ آترا، اور اس نے اپنے فرماں بردار اور اطاعت شعار فرزندوں کو بیدار کیا - عجب اسکی خلاف لطف کی ایک پر اسرار گردش ثابت

قدمتی کي بڑي بڑي چٹانوں کو پاني کي طرح بہا دیسکتي ھے' تو پہر یہ تو اسکے سعادت مند فرزندوں کا گھرانا اور اسکے عشاق قدیم کي ... محفل تھي - یہاں تو گفت و شنود حسن و عشق اور قول و قرار وصل و وصول کي جگہ صرف ایک تبسم امید نواز ھي دیوانہ بنا دینے کیلیے کافي تھا :

شنیـدہ ام کہ سگاں را قـلادہ مي بنـدنـي
چـرا بگـردن حافـظ نمي نهـي رسنـے ؟

پس یـہ اطـاعـت شعاران عشق اپنے پر اسرار و غیر مـرئـي معشوق کے حکموں کے آگے سچے عاشقوں کي طرح گرگئے ' اور اپنے وجود کو ایک فرماں بردار مرکب بناکر اسکے سپرد کردیا - پھر کنس قدر نادان ھیں وہ لوگ جو سواري کے ایک چارپاے کي تو شکایت کرتے ھیں' مگر اسکو نہیں دیکھتے جسکے ھاتھہ میں اسکي لگام تھي ' اور جسکے بوجھہ نے اس مسکین کي پیٹھہ پر قابو پایا تھا ؟ اولـئك حـزب الشیطان ؛ الا ان حـزب الشیطان هـم الخاسرون (۱۹ : ۵۹)

قران حکیم نے همکو شیطان کا ایک بڑا خاصہ یہ بھي بتلایا ھےکہ وہ اپنے وفادار غلاموں کو ایک کام کا حکم دیتا ھے' لیکن جب وہ اسکي تعمیل کرتے ھیں تو دنیا سے کہتا ھے کہ مجھے اس کام سے کیا واسطہ ؟

کمثل الشیطان اذ قـال للانسان اکفر' فلما کفر قال اني بري منـك ! (۱٦ : ۵۹)

انکي مثال شیطان کي سي ھے - اس نے انسان سے کہا کہ کفر و ضلالت اختیار کر' جب انسان نے اس حکم کي تعمیل کي تو پھر وہ الگ ھوگیا ' اور کہنے لگا کہ مجھے اس کام سے کوئي واسطہ نہیں - میں تیرے کفر سے بالکل بري الذمہ ھوں -

پس یہ بیفائدہ ھے اگر آج بھي وہ ظاھر کرے کہ مجھے اس شر و فساد سے کوئي واسطہ نہیں اور میں اس سے بری الذمہ ھوں' کیونکہ همیں اسکي قدیمي عادت معلوم ھے ' اور اگرچہ همیشہ سب کچھہ وھي کرتا ھے' پر همیشہ اپنے کو الگ دکھلاتا اور ظاھر کرتا ھے کہ اسے کوئي سروکار نہیں -

یاد رکھو کہ شر و فساد جسقدر ھے شیطان ھي کي وسوسہ اندازي کا نتیجہ ھے' ورنہ اسلام کا کوئي چھوٹا سے چھوٹا فرزند بھي راہ فساد اختیار نہ کرتا : ان الشیطان للانسان عدوا مبین -

اسي وسوسہ اندازي کا نتیجہ تھا کہ لیگ سے پہلے بھي شر و فساد پیدا ھوا' اور اجلاس کے اندر بھي - پس همارا جو کچھہ بھي معاملہ ھے' وہ جہل و ناداني کي ان پتلیوں سے نہیں ھے جو دنیا کے سامنے ناچ رھي تھیں ' بلکہ جو کچھہ بھي ھے وہ اس خوفناک آسیب سے ھے جسکي روح انکے اندر حلول کرگئي تھي ' اور جب وہ چیخ رھے تھے تو اسي کي آواز انکے حلقوں سے نکل رھي تھي !

اس سے بھي بڑھکر قابل تذکرہ شرارت اُن لوگوں کي ھے جو لیگ کے گذشتہ اجلاس کے اثرات و نتائج کي نسبت طرح طرح کي غلط فہمیاں پھیلاتے ھیں' اور اس ھنگامہ کے واقعات کو اس انداز سے بیان کرتے ھیں' گویا انھوں نے لیگ کے اجلاس کو بالکل کھودیا -

لیکن هم کو یقین ھے کہ یہ تمام کوششیں بیکار ھیں' اور غلط فہمي خواہ کتني ھي سخت ھو لیکن انسان کي بینائي نہیں چھین سکتي - گذشتہ اجلاس کي کامیابي و ناکامي کا اندازہ صرف اس چیز سے کیا جاسکتا ھے کہ اجلاس کا مقصود اصلي کیا تھا ' اور وہ حاصل ھوسکا یا نہیں ؟

یہ بالکل ظاھر ھے کہ اس سال لیگ کے بمبئي میں منعقد کرنے کا کوئي مقصد اسکے سوا نہ تھا کہ ھندو مسلمانوں کے ملکي اتفاق کي طرف سعي و طلب کا ایک نمایاں قدم بڑھایا جاے ' اور موجودہ حالات و مقتضیات کے مطابق مسلمانوں کي طرف سے ایک زندہ سیاسي آواز بلند ھوسکے -

یہي مقصد تھا جسکے لیے ایک جماعت اس بات پر اڑ گئي کہ لیگ کا اجلاس ضرور بمبئي ھي میں منعقد کیا جاے' اور اسکے فوائد کے یقین کا اسقدر اسپر استغراق طاري ھوا کہ انعقاد کي خوشي میں باھمي راضي نامہ کي ایک بد ترین اور قابل صد نفرت شکل بھي اس نے منظور کرلي -

یہ راضي نامہ وہ ھے جسکو سر سید علي امام کي اس " صلح فرما " خصوصیت کا دوسرا عمل سمجھنا چاھیے جسکا پہلا عمل مسئلۂ مسجد کانپور کي مشہور " صلح " ھے -

اس راضي نامہ کا مقصد یہ تھا کہ لیگ کے اجلاس میں سوا تین تجویزوں کے جنکے الفاظ تک قرار پا چکے تھے' اور کوئي کارروائي نہ کي جاے : وفاداري ' توسیع عہد ویسراے ' اور ایک کمیٹي کا انعقاد -

اب اسکے بعد واقعات پر نظر ڈالیے اور دیکھیے کہ یہ تمام مفسدانہ ساز و سامان جو راضي نامہ کے بعد بھي جاري رکھے گئے ' اُس مقصد اصلي کو کہاں تک نقصان پہنچا سکے جو لیگ کے انعقاد سے مقصود اصلي تھا ؟

آل انڈیا مسلم لیگ ' اسکے کاموں' اسکي کارکن جماعت ' اور اسکے سر پرستوں کے طریق عمل کے متعلق ابتدا سے هماري ایک خاص طرح کي راے رھي ھے ' اور جو اُن دونوں جماعتوں کے افکار سے بالکل مختلف ھے جنکو موجودہ لیگ کے موافقین و مخالفین کے نام سے پکارا جاتا ھے - با ایں همہ هم یقیني طور پر دیکھہ رھے ھیں کہ لیگ کے آغاز وجود سے لیکر اس وقت تک اگر اسکا کوئي اجتماع ایسا ھوا ھے جسکو نسبتاً مفید و کامیاب کہا جاسکے ' تو وہ یہي عجیب و غریب اجتماع تھا جو باوجود ان تمام مفسدانہ طاقتوں اور مفسدانہ ساز و سامان مقاومت کے ساحل بمبئي پر منعقد ھوا -

انعقاد کا پہلا مقصد یہ تھا کہ ھندو مسلمانوں کے ملکي اتحاد کي طرف ایک زیادہ نمایاں اور موثر قدم بڑھایا جاے - اسکو کوئي قوۃ فساد نہ روک سکي - نہ افساد و اضلال کي طاقتوں کا وہ سب سے بڑا ھولناک بت روک سکا جسکے چہرے پر نقاب رھتا ھے ' اور نہ اسکے مندر کے وہ پجاري روک سکے جو اسکے پر اسرار حکموں پر رقص عبادت کرتے ھیں - لیگ اور کانگریس کے اجلاس ایک شہر میں ھوے' لیگ کے ممبر ھوم رول لیگ میں شریک ھوے' اور ماڈریٹ کانگریسي پارٹي سے زیادہ اظہار جوش کے ساتھہ اسکي کارروائي میں حصہ لیا ' پھر کانگریس میں شریک ھوے ' اور ممبران کانگریس لیگ میں آے - یہ چیز فی نفسہ هماري نظروں میں کوئي ایسي وقیع چیز نہیں ھے - مگر چونکہ کانگریس اور مسلمانوں کي تفریق کو همیشہ ایک بت بناکر مسلمانوں نے پوجا ھے' اسلیے اسکا پاش پاش ھونا ھر طرح ایک اھم واقعہ ھونے کي استعداد رکھتا ھے -

اس سے بھي اھم تر چیز یہ تھي کہ مسلمانوں کے سیاسي مجمع سے ایک ایسي آواز اُٹھے جسمیں کچھہ جان ھو' اور جسکي روح کو وقت کا فرضي اور وھمي سوال اٹھاکر ھلاک نہ کیا جاسکے - سو اس میں کوئي شک نہیں کہ مسٹر مظہر الحق کا ایڈریس اس اعتبار سے لیگ کي تمام تاریخ کا حاصل زندگي ھے ' اور باوجود ھجوم مشکلات و احاطۂ موانع کے اُنھوں نے جسقدر بھي اظہار حقیقت کي توفیق پائي' وہ همیشہ یادگار رھیگي -

انکے ایڈریس میں جو کچھہ موجود ھے' وہ بلحاظ وقت کي مشکلات کے اسقدر وقیع ھے' کہ اسکي وقعت پر غیر موجود کا افسوس غالب نہیں آ سکتا -

احرار اسلام

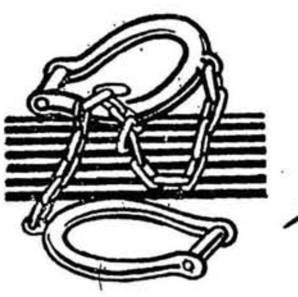

الامـر بالمعـروف والنهی عن المنکـر

تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ

مسئلۂ خلق قرآن اور مناظرۂ دربار مامون الرشید

علماء سلف کی حریت حقہ اور دعـوۃ الی الحق کا ایک نظارہ !

اسلام کے ابتدائی عہدوں میں جن مسائل نے سب سے پہلے اختلاف و تفریق کی بنیادیں رکھی ہیں، اور مسلمانوں کو کتاب و سنت کے صراط مستقیم اور صحابۂ کرام کے اسوۂ حسنہ سے انحراف کی راہ دکھلائی ہے، ان میں سے ایک معـرکۃ الاراء اور شدید الاختلاف مسئلہ "خلق و قدم قران" کا بھی ہے -

(مسئلہ خلق قران)

مسئلۂ "خلق و قدم قرآن" سے مقصود یہ تھا کہ اللہ کا کلام جو ہمارے پاس ایک کتاب کی شکل میں موجود ہے، اسمیں الفاظ ہیں اور معانی ہیں۔ الفاظ کی آواز ہے جو مختلف حرکات زبان و اطراف زبان سے بنتی اور نکلتی ہے - معانی کے حقائق متصورہ ہیں جنکا وجود معقولی بھی ہے اور وجود خارجی بھی - پس ان اعتبارات سے قران قدیم ہے یا حادث؟ مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟

اس مسئلہ کو فلسفہ اور فلسفہ دان اقوام کے اختلاط نے پیدا کیا تھا - اسلام کی اصلی سرزمین ان لا حاصل اور قواء عملیہ کو بیکار کرنے والی کاوشوں سے بالکل پاک تھی - آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان سوالات سے صحابہ کو روکا جو انکی عملی زندگی اور انکے نصب العین سے انکو ہٹانے والے تھے - اسلام نے عمل سعادت کی ایک ہی سیدھی راہ کھول دی تھی، اور وہ چاہتا تھا کہ مسلمان صرف اسی کی رہروی میں مشغول رہیں - آپکے بعد تمام عہد صحابہ بھی اسی حال میں بسر ہوا - لیکن بنو امیہ کی حکومت نے نظام خلافۃ اسلامی میں ایک انقلاب عظیم کرکے اسکی اجتماعی قوت کی نشوؤ نما روک دی، اور نئے نئے فتنوں اور ہلاکتوں کا دروازہ کھول دیا - ایک بڑا فتنہ علوم عقلیۂ قدیمہ اور مذہب کا غیر صالح اختلاط تھا - ایک طرف نو مسلم عجمی اقوام اپنی تمام پرانی بحثوں اور کاوشوں کو اپنے ساتھہ لائیں، دوسری طرف اہل کتاب اور مجوسی علماء حکومت اموی کی تمام شاخوں اور محکموں پر حاوی ہوگئے - ان لوگوں نے جہاں اپنی مذہبی روایتیں مسلمانوں میں پھیلائیں، وہاں فلسفیانہ مباحث قدیمہ کا وہ دفتر پارینہ بھی کھولدیا، جو اسکندریہ و سوریا کے کھنڈروں اور جندیسا پور و مدائن کے اطلال و آثار کے اندر مدفون ہوچکے تھے -

در اصل اس سوال کو پیدا کرنا ہی ایک سخت ضلالت اور مسلک شریعۃ سے انحراف تھا - قران اللہ کا کلام ہے جسکو خدا کے رسول نے ہم تک پہنچایا - ہماری معلومات اسکی نسبت صرف اسی قدر ہے اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کیلیے اتنا علم کافی ہے - وہ مخلوق ہے یا قدیم؟ یہ سوال نہ تو خود قرآن نے ہمارے سامنے کیا، نہ اللہ کے رسول نے، نہ تربیت یافتگان عہد نبوت نے - پس جو کچھہ ضروری تھا، وہ وہی تھا جو بتلا دیا گیا، اور جو نہیں بتلایا گیا وہ ضروری ہی نہیں ہے، اور اسکی فکر و کاوش میں ہمارے لیے کوئی سعادت نہیں -

سلف صالح اور محدثین کرام کا یہی مسلک تھا، اور صرف اسی راہ میں امن تھا - لیکن افسوس کہ مسلمان ان فتنوں سے نہ بچ سکے جو انسے پہلے کی قوموں میں موجب ضلالت ہو چکے تھے -

پھر قدم و حدوث کے اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو مسئلہ بالکل واضح تھا، اور اسکی حقیقت ایک ہی تھی - اللہ اور اسکی تمام صفات کاملہ قدیم ہیں - اسکی ایک صفت کلام بھی ہے - قران اللہ کا کلام ہے، پس حروف و اصوات و الفاظ کی جس مرتبہ و منظمہ شکل میں وہ موجود ہے، اسکی حقیقت نظمی و ترتیبی کو بھی قدیم ہی ہونا چاہیے -

لیکن فلسفیانہ کاوشوں نے ایک صاف بات کو پیچیدہ بنا کر نظر و بحث کی اور راہیں بھی کھولدیں - فرقہ معتزلہ نے جو فلسفہ و معقولات یونانی سے متاثر ہوچکا تھا، اس مسئلہ کو بالکل دوسری نظر سے دیکھا - انہوں نے کہا کہ قرآن حکیم آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا - اس سے پہلے نہ تھا - وہ ایک با معنی عبارت ہے - عبارت جملوں سے مرکب ہے، جملے الفاظ سے، اور الفاظ حروف سے - یہ حروف اور یہ الفاظ جب ہماری زبان سے نکلتے ہیں، تو ہماری آواز ہوتے ہیں جو اس سے پہلے نہ تھی، اور جسکا حدوث ہمارے ہی حلق و زبان سے ہوا - پس ان اعتبارات سے قران مخلوق ہے، قدیم نہیں ہو سکتا - علاوہ بریں اللہ ہر شے کا خالق ہے - قران بھی اشیاء میں داخل ہے - اسے بھی مخلوق ہونا چاہیے -

ان خیالات سے معتزلہ نے سخت ٹھوکر کھائی - انھوں نے دعوا کردیا کہ قران مخلوق ہے، اور اسطرح گمراہی و فساد کا ایک بڑا دروازہ امۃ پر کھولدیا - انکی ہدایت فلسفیانہ کاوشوں کے اندر گم ہوگئی - وہ یہ نہ سمجھے کہ اصوات حروف کا مخلوق ہونا جو انسان کا فعل ہے، دوسری چیز ہے، اور قران کا مخلوق ہونا جو ایک حقیقت نظمی و ترتیبی کا نام ہے، بالکل دوسری - قران حکیم کو کسی اعتبار سے بھی مخلوق و حادث نہیں کہہ سکتے - وہ نہ تو حرفوں کا نام ہے اور نہ ان آوازوں کا جو انسان کے حلق سے نکلتی ہیں - "الحمد للہ رب العالمین" کا ہر حرف اور ہر لفظ اپنی انفرادی حالت میں جو آواز پیدا کرتا ہے، اور انکی حرکات صوتیہ سے جو تموج ہوا کے ذرات میں ہوتا ہے، یقیناً حادث ہے - لیکن ساتھہ ہی وہ قران بھی نہیں ہے - قران تو اس حقیقت نظمی کا نام ہے جو ان حرفوں کی ایک خاص الہی ترتیب و تنظیم سے متشکل ہوئی، اور "الحمد للہ رب العالمین" بشکل لسان وحی پر جاری ہوئی - وہ قدیم ہے، اسلیے کہ خدا بھی قدیم ہے -

گلستاں کا ہر حرف اور ہر لفظ سعدی کا کلام نہیں ہے' لیکن گلستاں سعدی کی ہے - اسلیے وہ حقیقت جو انفرادی حروف و اصوات کے علاوہ ہے' اسی کا نام گلستاں ہوگا اور وہی سعدی کی تصنیف ہے -

پس " قرآن " جس کتاب کا نام ہے' وہ کسی اعتبار سے بھی مخلوق نہیں ہوسکتی - معتزلہ نے اسے مخلوق قرار دیکر ایک طرف تو اُن بحثوں کا دروازہ کھولا جو اسلام کیلیے سب سے بڑا فتنہ تھا' دوسری طرف قرآن کی الہی عظمت و قدوسیت کے اعتقادی اساس کو بھی سخت صدمہ پہنچنے کا امکان پیدا کردیا - قرآن کی ربانی و الہی عظمت کا اعتقاد اسلام کی تمام کائنات زندگی کی اصلی روح تھی - پس اگر آغاز عہد ہی میں اسکی پوری حفاظت نہ کی جاتی تو بہت جلد وہ وقت آجاتا جب لوگ تورات اور انجیل کی طرح قرآن حکیم کی عزت الہی کو بھی غارت کردیتے -

اللہ تعالی نے فرزندان اسلام کی سب سے بڑی مقدس و حامل شریعۃ جماعۃ یعنے محدثین کرام کو اس بدعۃ مضلہ کے انسداد کیلیے کھڑا کردیا' اور اُنھوں نے اپنا خون بہاکر اس مسئلہ کے دست برد سے قرآن حکیم کی حفاظت کی -

(مسئلـہ کی اهمیت)

آجکل کے بعض ارباب علم و نظر کا خیال ہے کہ اس قسم کی بحثیں جنکے لیے ہمارے سلف صالح اور علماء حق نے ایک عظیم الشان داخلی جہاد کیا' اور اکثر اوقات اپنی زندگیوں تک کی قربانی کردی' محض ایک لفظی نزاع تھی' اور صرف سوء فہم و کج ذہنی نے انکو اہم و رقیع بنا دیا تھا -

وہ ان لوگوں کی عقلوں پر تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اُن سے زیادہ عقلمند ہیں کیونکہ ان بحثوں کی بے وقعتی و بے اثری کو خرد مندانہ محسوس کررہے ہیں - لیکن افسوس کہ ہم ان سے متفق نہیں ہوسکتے - یہ مسائل جس عہد میں پیدا ہوے' وہ اسلام کی نشو و نماء اجتماعی کا ابتدائی عہد تھا - اسکے سرچشمے پھوٹ کر بہہ رہے تھے' اور ایک تنکا بھی اُنکی راہ میں آجاتا تھا تو خوف ہوتا تھا کہ یہی تنکے جمع ہوکر ایک دن بڑی بڑی نہروں کے دہانوں کو بند کردینگے - محدثین کرام نے اس حقیقت کو سمجھا' اور اسلام کی حفاظت کیلیے کمر بستہ ہوگئے - اُنکی مثال اُس جانباز عاشق کی سی تھی' جو اپنے معشوق کے تلووں میں ایک کانٹے کی چبھن بھی دیکھتا ہے تو اِس زور سے چیختا ہے' گویا اُسکے پہلو میں خنجر نے شگاف کردیا - وہ اُس ایک ایک تنکے' ایک ایک کانٹے' اور مٹی کے ایک ایک ذرے کیلیے اپنی گردنوں کو ذبح کرا دینا چاہتے تھے جو اسلام کی راہ میں آ جائیں' اور اسکی صراط مستقیم کو آلودہ کرنا چاہیں - اگر اس وقت اللہ تعالی فرزندان اسلام کی اس سب سے زیادہ برگذیدہ جماعت کے دلوں کو اپنے الہام سے معمور نہ کردیتا' اور وہ ایک داخلی جہاد عظیم کرکے ان تمام فتنوں کا سد باب نہ کرتے' تو آج دنیا میں اسلام کی بھی وہی حالت ہوتی جو دنیا کے تمام محرف و مسخ مذاہب کی نظر آ رہی ہے' اور اسکی حقیقی تعلیم کو بھی طرح طرح کی بدعات و محدثات کا سیلاب بہا لیگیا ہوتا -

آج تمہارا حال یہ ہے کہ اسلام کی گردن پر تلواریں چلتی ہیں' تو تمہیں اتنا بھی صدمہ نہیں ہوتا جتنا کسی انگلی کے پوٹے میں سوئی کی خلش سے ہو سکتا ہے - تم اُن پاک روحوں اور خدا کے کلمۂ حق کے جاں نثاروں کی حالت کا کیا اندازہ کر سکتے ہو جو اسکی راہ میں ایک تنکے کے آجانے سے بھی اسطرح بیچین ہوجاتے تھے' گویا انکے بستر پر دہکتے ہوے انگارے بچھا دیے گئے !

قرآن حکیم کی جس حفاظت و عظمت پر تم آج ناز کرتے ہو' یہ در اصل انہی محدثین کرام کی حق پرستیوں کا نتیجہ ہے جنھوں نے اسکو بھی گوارا نہ کیا کہ کوئی نئی آواز قران کیلیے اٹھائی جاے' اور کوئی بات ایسی اسکی نسبت کہی جاے جو اسکی غیر انسانی عظمت کی تنزیہ و تقدیس کو بٹہ لگاے -

پھر اس سے بھی قطع نظر کرو - یہ مسئلہ محض ایک لفظی نزاع ہی کب تھا ؟ معتـزلہ کہتے تھے کہ قـران مخلوق و حادث ہے - ہر مسلمان کو اسکا اعتقاد رکھنا چاہیے - اور اس طرح قرآن کیلیے ایک ایسی بات کہتے تھے اور ایک ایسی بات کا اقرار کرانا چاہتے تھے جسکا اقرار نہ تو خود قران نے کرایا اور نہ رسول نے کچھہ کہا' پھر کیا یہ ایک سخت فتنہ نہ تھا جو نئی نئی اعتقادی بدعتوں کا ابلیسی دروازہ کھولتا تھا ؟ اور کیا یہ شریعۃ پر اضافہ کرنا اور اسلامی اعتقاد کی ترمیم نہ تھی ؟

محدثین کرام نے جن مقاصد کی بنا پر اس طرح کے تمام فتنوں کی مخالفت کی اور کسی شکل میں بھی انکو گوارا نہ کیا' واقعات نے ثابت کردیا ہے کہ وہ یکسر صحیح و واقعی تھے - ہم دیکھہ رہے ہیں کہ انہی مسائل نے بالاخر اسلام کی حقیقی تعلیم کو طرح طرح کی خارجی ضلالتوں سے آلودہ کیا' اور ان کوششوں کے بعـد بھی اسلامی عقائد غیر دینی اثرات و اختلاط سے محفوظ نہ رہ سکے - صرف محدثین کرام ہی کا ایک گروہ ایسا نظر آتا ہے جنکے دلوں کو اللہ نے اپنی حفاظت میں لے لیا تھا - نہ تو انقلابات علمی کے موثرات انکی استقامت حق پر غالب آسکے - اور نہ انسانی افکار و اوہام کی دلکشیاں انکے دلوں کو جمال قران و سنت کے عشق سے پھیر سکیں - فی الحقیقت یہی وہ پاک جماعت تھی جسکے لیے زبان نبوت نے اول روز ہی حکم سنادیا تھا : لا یزال طائفۃ من امتی قائمین علی الحق' حتی یاتی امر اللہ وہم غالبون -

بہر حال علماء حق اور محدثین کرام نے اس بدعۃ شدیدہ اور فتنۂ عظیمہ کا اس قوۃ و سرفروشی کے ساتھہ مقابلہ کیا کہ تمام دنیا کی حق پرستی و امر بالمعروف کی تاریخ میں اسکے واقعات یاد گار رہینگے -

اگر یہ مسئلہ صرف عامۂ معتزلہ تک محدود رہتا' تو پیروان اسـلام کے سواد اعظم کیلیے (جو اُسکا مخالف تھا) کوئی مصیبت نہ تھی' یہ صرف بحث و دلائل کا میدان ہوتا از زبان و قلم کا جہاد اسکے لیے کافی تھا' لیکن مصیبت یہ تھی کہ حکومت وقت نے اس مذہب کا ساتھہ دیا' اور بعض خلفـاء عباسیہ نے معتزلہ کے ساتھہ ہوکر خلق قران کے مسئلہ کو بجبر پھیلانا چاہا - انھوں نے حکومت کے زور' سزاؤں کے اعلان' قیدخانوں کی زنجیروں' اور جلادوں کی تلواروں کو حرکت دی' اسلیے یہ علمی مسئلہ' علمی نہ رہا' بلکہ ارباب حق کیلیے ابتلاؤ آزمایش کی ایک ہیبت ناک ہولناکی بنگیا -

(مامون الرشید کا استبداد)

خلفاے عباسیہ میں مامون الرشید عباسی ایک عجیب و غریب حکمران گذرا ہے - اسکی زندگی میں بعض چیزیں بالکل متضاد جمع ہوگئی تھیں - وہ ایک طرف علوم اسلامیہ کا ماہر تھا' عربیۃ کا کامل الفن تھا' علم و حکمت کا عاشق اور حریت و آزادی کا حامی تھا - اسکی حریت پسندی نے دنیا کے تمام مذہبوں کو مطلق العنان چھوڑ دیا تھا - الحاد آزاد تھا' ثنویت کی پرسش نہ تھی' مانویت علانیہ ظاہر کی جاتی تھی' مزدکیۃ کیلیے کوئی در نہ تھا' یونان و ایران کے جن ملحدانہ مذاہب کو کبھی بھی پناہ نہ ملی تھی' وہ بغداد کے گلی کوچوں میں پرورش پا رہے تھے -

لیکن دوسری طرف اسلام کے اندرونی مذاہب و اختلافات کے میدان میں آکر دیکھیے' تو اسکے ہاتھہ میں استبداد کی بے پناہ تلوار اور زبان پر جبر و قہر کے سخت سے سخت احکام نظر آتے ہیں !

مامون الرشید کے اسی استبداد داخلی کے سلسلے میں مسئلۂ خلق قرآن کا فتنۂ عظیمہ بھی ہے' جسنے تیسری صدی ہجری میں علماء حق کیلیے ابتلاء و امتحان کا ایک نہایت نازک وقت پیدا کردیا تھا - اُس نے معتزلہ کا مذہب خلق قبول کر لیا' اور اسی کو حق و باطل اور اسلام و کفر کا معیار قرار دیا - اس نے چاہا کہ

اپني حکومت کے جبر و قہر سے لوگوں کو مجبور کرے، اور اُس چیز کا اقرار کرائے جسکے لیے شریعت نے اُنھیں کوئي حکم نہیں دیا ھے۔ بلا شبہ وہ اپنے بھائي امین الرشید کو قید خانے کي کوٹھري میں قتل کرا سکتا تھا، اور یقیناً اسکے بھیجے ھوے جلادوں کي تلواروں میں یہ قدرت تھي کہ مسکین امین کے تکیئے کي ڈھال پر غالب آ جائیں، لیکن اسکي پوري حکومت اور حکومت کي تمام طاقتیں بھي اس سے عاجز تھیں کہ حاملین شریعت اور علماء حق کے استقامت و ثبات پر غالب آسکیں، اور انکو حق و ھدایت کي اُس راہ سے پھرادیں جسپر انکا یقین اور نور ایمان اُنھیں چلا رہا تھا !

تاھم فتنہ عظیم تھا، اور اسکے قہارانہ نتائج نے وہ سب کچھہ کیا جو ایسے مواقع میں ھمیشہ ھوا ھے - بہت سے علماء حق قید ھوے، بہت سے جلا وطن کیے گئے، بعض خاک و خون میں بھي تڑپے، اور بہتوں کے قدم جادۂ ثبات سے ڈگمگا بھي گئے -

(فتنہ کي ابتدا)

غالباً سب سے پہلے سنہ ۲۱۲ - ھجري میں مامون الرشید نے خلق قرآن کے مسئلہ کا سرکاري طور پر اعلان کیا، اور دار الخلافۃ میں بحث و مباحثہ کا بازار گرم ھوا - لیکن جبر و تشدد کي ابتدا سنہ ۲۱۸ سے نظر آتي ھے، جبکہ مامون الرشید پوري قوت کے ساتھہ آمادہ ھوگیا تھا کہ تلوار کے زور سے خلق قرآن کا مذھب مسلمانوں میں پھیلا دے -

چنانچہ اسي سنہ میں اس نے ایک فرمان اسحاق بن ابراھیم گورنر بغداد کے نام بھیجا - فرمان کا مضمون یہ تھا کہ تمام علماء شہر کو جمع کرو - جو لوگ خلق قرآن کا اقرار کریں اُنھیں چھوڑ دو، جو انکار کریں اُنکي نسبت خبر دو - پھر دوسرا فرمان بھیجا کہ بشر بن ولید الکندي قاضي القضاۃ اور ابراھیم بن مہدي اگر انکار کریں تو قتل کردیے جائیں - لیکن انکے علاوہ دیگر منکرین خلق قران کو صرف قید کردیا جاے - (ابو الفداء - جلد دوم - صفحہ - ۳۱)

ابراھیم بن مہدي کے قتل کا تو پولیٹکل اسباب سے وہ خواستگار ھي تھا - لیکن بشر بن ولید کیلیے قتل کي سختي اسلیے تھي کہ وہ قاضي القضاۃ تھے - افسوس کہ ان دونوں کا ثبات اس پہلي آزمایش ھي میں ھلاک ھوگیا، اور خلق قرآن کا اقرار کرکے اپني جان بچالي، اور بہت سي کمزور روحوں نے بھي انکا ساتھہ دیا، لیکن علماء حق کي ایک مقدس جماعت ایسي بھي تھي جسکے لیے حکومت کي تلواروں اور دنیوي عقوبتوں کے فرمانوں سے بڑھکر خدا کا فرمان ھیبت و سطوت رکھتا تھا - اُنھوں نے صاف انکار کردیا، اور قید خانے کي بیڑیاں خوشي خوشي پہن لیں - اس جماعت حق کا سرتاج وہ وجود مقدس و مبارک تھا، جسکو شریعت کے احیاء و تجدید اور کتاب و سنت کے مسلک قویم کے اعلان و حفظ کي خدمت درگاہ الہي سے سپرد ھوئي تھي، اور جسکي قرباني کو خدا نے اس فتنہ کے استیصال کیلیے روز ازل ھي سے چن لیا تھا - یعني حضرۃ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو في الحقیقت تمام ائمۂ سلف میں اپني مخصوص فضیلتوں کي بنا پر ایک ھي شخص ھیں، جنکو " امام اھل سنت و الجماعۃ " کے لقب سے پکارا جا سکتا ھے -

ھم اس مضمون کے دوسرے نمبر میں امام موصوف کي اس یادگار قرباني کا حال بہ تفصیل لکھینگے، یہاں صرف اسي قدر اشارہ کرکے ایک دوسرے واقعہ کي طرف متوجہ ھوتے ھیں -

(جـامع رصـافـہ)

اس واقعہ کے بعد ھي مصائب و محن کا ایک سیلاب امنڈ آیا، اور تمام بغداد کانپ اٹھا - علماء کے سامنے صرف دو ھي راھیں تھیں - یا اس چیز کا اقرار کریں جسکا اقرار شریعت نے انسے نہ کرایا، یا جلاد کي تلوار دیکھیں اور قید خانے کي زنجیروں سے ھم آغوش ھوں -

بہتوں نے بغداد سے ھجرت کي، بہتوں نے گھر سے نکلنا بند کردیا، بہتوں کي عزلت گزیني یہاں تک بڑھي کہ جمعہ کي جماعت کي شرکت بھي ترک کردي - لیکن کسي کو اسکي جرات نہیں ھوتي تھي کہ مامون الرشید کي سطوت و جلال کے مقابلے کیلیے اٹھے، اور اس جبر و قہر اور تسلط غیر شرعي سے آ ے روکے -

مامون نے گذشتہ واقعات ھي پر قناعت نہ کي، بلکہ استبداد و جبر کا ایک قدم اور آگے بڑھایا - بغداد کي سب سے بڑي مسجد " جامع رصافہ " تھي جو رصافہ کے شرقي جانب واقع تھي، اور جسکا صحن ھمیشہ علماء ملت کے درس و مواعظ کي مجلسوں سے پر رھتا تھا - مامون نے حکم دیا کہ فقہاء و محدثین میں سے کوئي عالم مسجد میں درس نہ دے، اور نہ لوگوں کے مجمع میں بیٹھے - صرف بشر مریسي اور محمد بن جہم کیلیے یہ منصب مخصوص ھے جو اکابر معتزلہ، اور خلق قران کے دعاۃ میں سے تھے -

انھي دونوں شخصوں کے ھاتھہ میں تمام فقہاء و محدثین کي موت و حیات کا رشتہ دیدیا تھا - جو عالم مسئلۂ خلق قران کي مخالفت میں ایک لفظ بھي زبان سے نکالتا تھا، پولیس اسے گرفتار کرلیتي تھي، اور انکے سامنے لیجاتي تھي - وہ جو حکم دیتے تھے اسکي معاً تعمیل کي جاتي تھي - علماء کا ایک بہت بڑا گروہ جو اپنے اندر سچائي کیلیے دکھہ اٹھانے کي طاقت نہیں رکھتا تھا، بظاھر انکا ھم زبان بنگیا تھا، اور نفاق کے سپر پر انکي تلوار کو روکتا تھا -

یہ متوحش خبریں بہت جلد تمام عالم اسلامي میں پھیل گئیں، اور ھر شہر میں اسي فتنہ کا چرچا ھونے لگا -

(شیخ عبد العزیز الکناني)

مکہ معظمہ میں اس وقت ایک عالم حق اور محدث عصر شیخ عبد العزیز بن یحیی کناني تھے - انھوں نے جب اس فتنہ کا حال سنا اور مامون کے قہر و جبر، معتزلہ کے استیلاء، اور علماء کي خاموشي کي سرگذشتیں معلوم کیں، تو غیرت حق کے جوش اور امر بالمعروف کي روح ایماني کے اضطراب سے بے اختیار ھوگئے، اور عزم بالجزم کرلیا کہ اس فتنہ کے انسداد کي راہ میں اپني زندگي قربان کردینگے - وہ اپنے رسالہ میں (جو خاص طور پر اسي واقعہ کي نسبت لکھا ھے اور جسکا قلمي نسخہ جامع اموي دمشق کے کتب خانہ میں محفوظ ھے) لکھتے ھیں :

اتصـــل بي و انا بمكة	میں مکہ میں تھا جب مجھکو بغداد
ما ابتلي بـه النـــاس	کے واقعات معلوم ھوے کہ کس طرح
فـي بغـــداد وكيـنـفـيه	مسلمان ایک سخت مصیبت میں
استطـال عليهـم بشـر	مبتلا ھوگئے ھیں، اور کس طرح
المـريسي ولبـس على	بشر مریسي انپر سختیاں کر رھا ھے،
امير المؤمنين وعامـة	اور کس طرح امیر المومنین اور ارکان
اوليائه فاطـار نومي	سلطنت پر اسکا داؤ چل گیا ھے -
و خرجت من بلـدي	پس میں غفلت سے چونکا اور اپنے
متوجهاً الى ربي و اساله	شہر سے نکلا - اللہ کي طرف میري
سلامتي - حتى قدمت	نظر تھي اور اسي کے فضل و نصرۃ سے
بغداد فشاهدت من غلظ	اپني سلامتي کا خواستگار تھا - یہانتک
الامر و استمداده اضعاف	کہ بغداد تک پہنچ گیا اور اپني آنکھوں
ما كان يتصـــل بي -	سے تمام حالت دیکھي - مجھپر روشن

ھوا کہ معاملہ اس سے بدرجہا زیادہ سخت و پر مصیبت ھے جتنا میں نے سنا تھا - انتھی :

ھم شیخ موصوف کے رسالے سے اس سفر حق اور جہاد امر بالمعروف کے واقعات نقل کرتے ھیں -

(ورود بغـــداد)

شیخ عبد العزیز بغداد پہنچے اور یہاں کے تمام حالات معلوم کیے - سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ وہ کسي طرح مامون الرشید کے دربار تک پہنچیں، اور اس مسئلہ کے متعلق امر بالمعروف

کا فرض ادا کریں - لیکن اسمیں بڑي هي مشکلیں تهیں - هر قدم پر اسکا خوف لگا تها که کہیں مامون کے مقابلۂ سے پہلے هي گرفتار نه کر لیے جائیں' یا قتل کا فتوی نه دیدیا جاے -

وہ الله کي طرف جهکے ' اس راہ میں اسکي نصرۃ غیبي سے مدد چاهي ' اور ایک خاص تدبیر کرکے جمعه کے دن جامع رصافه میں پہنچے - انکا چهوٹا سا لڑکا بهي انکے ساتهه تها -

(جامع رصافه میں کلمۂ حق کا اعلان)

نماز جمعه ابهي ختم هي هوئي تهي که لوگوں نے حیرت و تعجب کے ساتهه ایک عجیب واقعه دیکها - ایک شخص جو اپني صورت اور لباس سے مکه کا باشندہ معلوم هوتا هے' پہلي صف میں کهڑا هوگیا هے ' ایک چهوٹا سا بچه اسکے بالمقابل ایک ستون سے پیٹهه لگاے اسکي طرف نگراں هے' اور باواز بلند باهم سوال و جواب هو رها هے :

اجنبي نے پکار کر پوچها : " میرے بیٹے ! قران کي نسبت تو کیا کہتا هے ؟ "

بچے نے پکار کر جواب دیا : " کلام الله ' منزل ' غیر مخلوق - الله کا کلام ' اتارا هوا ' غیر مخلوق ! ! "

آہ ' یه چند لفظ تهے جو ایک بچے کي زبان سے نکلے ' لیکن في الحقیقت انهي کے اندر دعوۃ حق اور امر بالمعروف کي ایک کائنات ایمان مخفي تهي - یه وہ صدا تهي جسکے لیے اس وقت بغداد کا ایک ایک ذرہ پیاسا تها' لیکن اسکي در و دیوار کو برسوں سے نصیب نہیں هوئي تهي - صرف ایک بار اس جمله کو کہدینا هي وہ جہاد اعظم تها ' جسکي فضیلت کے آگے ایک هزار برس کي شب هاے عبادت اور روزهاے صیام بهي کچهه حقیقت نہیں رکهتے تهے !

اسلیے نہیں که خلق قران کا مسئله دعوۃ حق کي قوتوں کے خرچ کرنے کیلیے سب سے بڑا مصرف تها' اور اسلیے بهي نہیں که اس صدا کے ایک بار بلند هوجانے سے وہ جیل خانے کهل جاسکتے تهے جنکے اندر علماء حق محبوس تهے ' اور وہ زنجیریں توٹ جا سکتي تهیں جو امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح کے پانوں میں پڑي تهیں ' بلکه صرف اسلیے که جبر و استبداد غیر شرعي سے ایک کلمۂ حق کو کہنا جرم قرار دیدیا گیا تها' اور انسان کا هاتهه بڑهرها تها تاکه خدا کي کهولي هوئي زبانوں کو بند کردے - پس اس وقت زمین کے هر اس بسنے والے پر جو خدا کو جانتا اور خدا کے رشتے کو اپنے دل میں رکهتا تها ' فرض هوگیا تها که اس انساني جبر کو توڑے ' اور خدا کي وفاداري کیلیے انساني اطاعت سے سرکش هو جاے -

اس وقت برسوں کے کاموں اور صدیوں کے ارادوں کي ضرورت نه تهي ' بلکه صرف ایک هي مقدس لمحه کي جسکے اندر صداے حق کي ایک نڈر آواز بلند هوجاے - اس ایک آواز کا بلند کردینا هي اصلي کام تها - اسکے بلند کردینے کے بعد یه سوال نہیں کیا جاسکتا که اس نے کام کیا کیا؟ حق کا کہنا جب جرم هوجاے تو حق کا کہدینا هي سب سے بڑا کام هے !

اگر شیخ عبد العزیز کناني اسکے بعد هي قتل کردیا جاتا' جب بهي اسکے کام کي عظمت کا ایک ذرہ بهي نه گهٹتا :

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جایر

آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے فرمایا : سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد کلمۂ حق هے جو کسي جابر پادشاہ کے مقابله میں کہا جاے -

(حاکم پولیس اور شیخ کي گفتگو)

اس سوال و جواب کي ایک هي صدا نے تمام مسجد کے اندر تہلکه مچادیا - لوگ حیرت سے دم بخود هوگئے اور حیران هوکر ایک دوسرے کا منه تکنے لگے - بہت سے لوگ بهاگے که اب کوئي بڑي هي مصیبت آنے والي هے - لیکن شیخ عبد العزیز بے خوف وهراس اپني جگه پر کهڑے تهے ' اور انکا لڑکا سامنے کے ستون سے ٹیک لگاے دوبارہ منتظر سوال تها !

اتنے میں کوتوال شہر سپاهیوں کي ایک جماعت لیکر مسجد میں پہنچ گیا' اور شیخ عبد العزیز اور انکے لڑکے کو گرفتار کرکے اپنے صیغه کے رئیس اعلی کے دفتر میں لے گیا' جسکو آجکل کي اصطلاح میں پولیس کمشنر کہنا چاهیے - اس وقت بغداد کا پولیس کمشنر عمرو بن مسعدہ تها - دونوں میں حسب ذیل گفتگو هوئي :

عمرو بن مسعدہ پولیس کمشنر : " کیا تم پاگل هو؟ "

شیخ عبد العزیز : " نہیں "

عمرو : کسي نے تمہیں بہکایا هے ؟

شیخ : نہیں -

عمرو : خود کشي کرنا چاهتے هو؟

شیخ : نہیں - الحمد لله میں صحیح العقل هوں' اپنے هوش و حواس میں هوں اور علم و معرفة رکهتا هوں -

عمرو : کسي نے تم پر ظلم کیا هے - تم مظلوم هو؟

شیخ : نہیں -

عمرو بن مسعدہ نے کوتوال سے کہا که اسے پوري نگراني و حفاظت کے ساتهه میرے مکان میں پہنچا دو - سپاهیوں کي جماعت نے شیخ کو گهیر لیا' دو آدمیوں نے انکے دونوں هاتهه اپنے هاتهوں میں لے لیے اور پولیس کمشنر کے مکان میں داخل هوے -

عمرو بن مسعدہ (کمشنر پولیس) انسے پہلے هي مکان پہنچ گیا تها' اور صحن میں ایک آهني کرسي پر بیٹها تها - ایک نہایت هي مکلف اور مطلا افسر پولیس کي وردي اسکے جسم پر تهي (۱) شیخ کو اپنے سامنے کهڑا کرکے اس نے مزید تحقیق شروع کي :

عمرو : تم کہاں کے رهنے والے هو؟

شیخ : مکه معظمه کا -

عمرو : آج مسجد میں تمنے جو کچهه کیا اس سے تمہارا مقصد کیا تها ؟

شیخ : طلبت القربة الی الله و رجاء الزلفی لدیه ! (الله کے قرب کي طلب' اور اس کے رضا کي امید !)

عمرو : نہیں ' تمہارا مقصد یه معلوم هوتا هے که اس واقعه کے ذریعه شہرت حاصل کرو ' اور چونکه تم اسکے نتائج سے ناواقف هو اسلیے حماقت سے سمجهتے هو که یه شہرت وسیلۂ رزق هو جائیگي اور لوگوں سے مال و دولت لوٹ سکونگا -

شیخ : اگر اعلان حق کے سوا اور کوئي خیال میرے سامنے تها' تو وہ صرف یه تها که کسي طرح امیر المومنین کے حضور تک پہنچوں' اور انکي موجودگي میں اس مسئله کي نسبت مدعیان خلق قران سے مناظرہ کروں

عمرو : سبحان الله ! اسکي بهي آپکو جرأت هے ؟

شیخ : تم کو میري خواهش پر تعجب کرنے اور حقارت کي نظر ڈالنے کا کوئي حق نہیں - تم امیر المومنین کو سب سے بڑا سمجهتے هوگے ' مگر میں خدا کو سب سے بڑا یقین کرتا هوں !

عمرو : اچها ' یهي سهي' پهر کیا تم طیار هو که امیر المومنین کے دربار میں اس عقیدہ کو ظاهر کرو اور علماء سے مناظرہ کرو ؟

شیخ : الحمد لله ' الله کي مدد سے بالکل طیار هوں - صرف یهي ایک چیز هے جس نے مجهے یہاں تک پہنچایا ' اور میں نے دیدہ و دانسته ایک ایسے شدید خطرہ میں اپنے آپکو اور اپنے عزیز بچے کي جان کو ڈالدیا - خدا کي مقدس کتاب کي عزت برباد هو رهي هے' اور اسکي نسبت اس بات کا اقرار لیا جارها هے جسکا اقرار

---

(۱) شیخ عبد العزیز نے اپنے رساله میں یہاں " شوار " کا لفظ لکها هے - شوار سے مقصود وہ خاص لباس هے جو اس زمانے کے افسران فوج و پولیس کي سرکاري وردي هوتي تهي -

خدا اور اسکے رسول نے نہیں لیا - مسلمانوں کي زبانوں کو خدا نے کھولا ہے، مگر تم بند کر رہے ہو' اور بغیر کسي جرم و قصور کے بندگان خدا طرح طرح کي تکلیفوں میں مبتلا ہو رہے ہیں - پس میں علم رکھتا ہوں ' مجھے شریعت کي معرفة خدا نے عطا فرمائي ہے ' میرا فرض ہے کہ اس فتنہ کے انسداد کي کوشش کروں - نتیجہ الله کے ہاتھہ میں ہے -

عمرو : اچھي بات ہے - تم امیر المومنین کے دربار تک پہنچا دیے جاؤگے' لیکن اگر وہاں پہنچکر تم نے اپنا کوئي اور مقصد ظاہر کیا اور ثابت ہوگیا کہ اس مسئلہ کا اظہار محض ایک بہانہ تھا تو پھر؟

(اس مسئلہ کے خلاف بحث کرنے کیلیے دربار میں جانا اسوقت ایک ایسي عجیب بات تھي کہ کسي طرح عمرو بن مسعدہ کو اسکا یقین نہیں آتا تھا - وہ سمجھتا تھا کہ کوئي اور دنیوي مقصد ہے - دربار تک پہنچنے کیلیے اس مسئلہ کو وسیلہ بنا لیا ہے -)

شیخ : اگر ایسا ہوا تو میرا خون تمہارے لیے حلال ہے -

عمرو : تمہارے خون کے حرام ہونے میں تو مجھے اب بھي شبہ ہے ' جبکہ تم امیر المومنین کے حکم کي علانیہ مسجد میں توہین کرچکے ہو -

شیخ : حکم صرف خدا اور اسکے قرآن کا ہے -

عمرو بن مسعدہ نے گھوڑا طلب کیا ' اور کوتوال سے کہا کہ میں دربار کي طرف جاتا ہوں' تم شیخ اور اسکے لڑکے کو سپاہیوں کے حلقہ میں لیکر پیچھے پیچھے آؤ -

شہر کي تمام خلقت ان عجیب و غریب باپ بیٹوں کو حیرت اور افسوس کي نظروں سے دیکھہ رہي تھي' جنہوں نے موت کي تلاش میں بغداد کا سفر کیا تھا' اور اب اسکے منہہ میں بیخوف و خطر جا رہے تھے '

راہ میں انہوں نے لوگوں کي آوازیں سنیں جو کہہ رہے تھے :

" دار الخلافة میں باہر کے مسافر زندگي اور راحت کیلیے آتے ہیں ' لیکن انہوں نے موت کے عشق میں اپنا گھر چھوڑا "

ہاں واقعي ان دونوں نے موت کیلیے اپنے وطن عزیز کو چھوڑا تھا؟

ہاں ' مگر اس موت کیلیے جو تمام امة مرحومہ کو استبداد کي موت سے نجات دلاکر حریت حقہ کي زندگي بخشنے والي تھي !

بل احیاء و لکن لا یشعرون !

قصر شاہي بغداد کے شرقي حصہ میں تھا - یہ مجمع دجلہ کو عبور کرکے ایوان خلافت تک پہنچا' اور عمرو بن مسعدہ شیخ کو کوتوال کي حفاظت میں چھوڑکر خود اندر گیا - کچھہ عرصہ کے بعد واپس آکر شیخ سے کہا :

" میں نے تمہارا حال امیر المومنین کي خدمت میں عرض کردیا ہے کہ تم مسئلہ خلق قرآن کي نسبت ان علماء دار الخلافة سے مناظرہ کرنا چاہتے ہو جو خلق کے قائل ہیں - امیر المومنین نے اسے منظور فرمایا - پیر کے دن مجلس مناظرہ منعقد ہوگي' امیر المومنین خود بہ نفس نفیس شریک مجلس ہونگے - اگر پیر تک کیلیے کسي شخص کو اپني ضمانت میں پیش کرو تو تمہیں رہا کردیا جاے "

شیخ نے کہا : " میں مسافر ہوں ' کسي شخص سے یہاں جان پہچان نہیں رکھتا کہ اسکي ضمانت پیش کرسکوں ' علی الخصوص ایسي حالت میں کہ ایک شاہي مجرم ہوں ' میرے لیے کسے اتني جرات ہے کہ اپني جان مصیبت میں ڈالیگا ؟ "

عمرو نے کہا : " خیر ' ہم تم پر اعتماد کرتے ہیں - جب تم اپنے عقیدے میں ایک خیال کو حق سمجھکر اسکے لیے ایسي پرخطر جرات کر رہے ہو' تو یقیناً تم جھوٹ نہیں بول سکتے - تم جاؤ اور اپنے معاملہ پر غور کرو - اگر اب بھي تم اس جنون سے باز آجاؤ تو تمہاري مسافرت پر رحم کرکے امید ہے کہ امیر المومنین تمہاري پچھلي جرات کو معاف کردیں "

جرأت حق کي پہلي برکت اور خدا کي نصرة کا پہلا نظارہ دیکھو کہ افسر شاہي جو اسلیے تھا کہ شیخ کو سزا دے' خود بخود اسپر اعتماد کرتا ہے اور بغیر کسي کي ضمانت لیے رہا کردیتا ہے :

ان تنصر الله ' ینصرکم - (اگر تم خدا کے کلمۂ حق کي مدد کروگے تو خدا بھي تمہاري مدد کریگا)

(مناظـــرہ کے دن)

مامون الرشید نے تمام علماء دار الخلافة کو پیر کے دن دربار شاہي میں حاضر ہونے کا حکم دیدیا - شیخ عبد العزیز پیر کے دن قصر شاہي میں حاضر ہوے تو کوتوال کو اپنا منتظر پایا - وہ عمرو بن مسعدہ کے سامنے لے گیا ' عمرو نے دیکھتے ہي کہا :

" امید ہے کہ اب تمہیں عقل آ گئي ہوگي' اور تم اس جنون سے باز آ گئے ہوگے جسکا نتیجہ قتل کے سوا اور کچھہ نہیں ہے - تم امیر المومنین کے حکم و عقیدے کي اس سختي سے مخالفت کرنا چاہتے ہو - اسکا نتیجہ تلوار کے سوا اور کچھہ نہ دیکھوگے - اب بھي اس حماقت سے باز آ جاؤ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ معافي دلا دونگا - نیز شاہي انعام و اکرام اور جاگیر و ریاست سے تم مالا مال کردیے جاؤ گے کیونکہ تمہارے اندر شجاعت کا جوہر موجود ہے "

لیکن شیخ عبد العزیز کیلیے یہ تمام باتیں بے سود تھیں - انہوں نے کہا : " حق مظلوم ہو گیا ہے - میں اسے پھر قائم کرنا چاہتا ہوں - مجھے جب اپني زندگي کي پروا نہیں تو مال و جاگیر کا ذکر کیا کرتے ہو؟ "

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند ست آشیانہ !

عمرو جوش تاسف سے کھڑا ہوگیا اور کہا : " افسوس تمہاري غربت پر اور صد افسوس تمہارے بچے کي یتیمي اور تمہاري بیوي کي بیوگي پر ! میں تمہیں ہلاکت سے نکالنے کي کوشش کر رہا ہوں مگر تم ہلاکت کے عشق میں دیوانے ہو رہے ہو "!

شیخ کي روح حق سے صداے یقین اٹھي : " الله کي وہ نصرة و اعانت جو صرف حق اور خدمت گذاران حق کیلیے ہے مجھے کبھي نہیں بھلا سکتي' اور اگر میرے لیے الله نے اپني راہ میں موت ہي لکھدي ہے تو یہ شہادت ہے ' پھر شہادت سے بڑھکر اور کونسي نعمت ہو سکتي ہے جسکا ایک مومن کو عشق ہو ؟ "

عمرو نے جب دیکھا کہ سمجھانا بیکار ہے' تو صحبت ختم کردي اور مامون الرشید کو اسکے آنے اور آمادۂ مناظرہ ہونے کي اطلاع دي - پھر شیخ کو ایک ایسي جگہ بٹھادیا جہانسے وہ تمام آنے والے لوگوں کو دیکھہ سکے ' اور کہا کہ اجتماع کي تکمیل کے بعد تم حضرت شاہي میں طلب کیے جاؤ گے -

شیخ اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ عمرو کو میري ہلاکت کا اسدرجہ یقین تھا کہ باوجود میري طرف سے مایوس ہونے کے ضبط نہ کر سکا ' اور آخر میں پھر نصیحت کي :

قد حرصت علی خلاصك جهدي ' وانت حريص على سفك دمك جهدك ! فقلت : يا عمرو ! معونة الله اعظم والطف من ان ينساني ومن يتوكل على الله فهو حسبه !

میں نے تمہاري نجات و سلامتي کیلیے وہاں تک کوشش کي جہاں تک میرے امکان میں تھا ' مگر افسوس کہ تم اپنا خون بہانے کیلیے حریص ہو اور اسکے لیے اپني پوري قوة سعي صرف کر رہے ہو - میں نے کہا : اے عمرو ! الله کي اعانت اس سے زیادہ نرمي اور مہرباني رکھنے والي ہے کہ مجھے بھلادے' اور جس نے الله پر بھروسہ کیا ' اسکو خدا بس کرتا ہے !

[لها بقية صالحة]

تربیت عسکـــریـــه

اور

قـــرآن حکیـــم

انسان نہایت سرکش اور متمرد ہے ' اوس نے بارها حقوق الهي میں دست اندازي کي ہے ' اوسکي عظمت و جبروت کے سراپردهٔ جلال کو چاک چاک کرنا چاها ہے ' اوسکے دامن توحید پر چنگل مارا ہے ' اور پتھروں بلکه کنکریوں تک کو اوسکا شریک بنا دیا ہے -

اوس نے خدا کي پاکي و قدوسیت کو بھي اپنے انساني جذبات کے ساتھه ملوث کرنا چاها ' اور اوسکے صالح بندوں کو اوسکا بیٹا بنایا : سبحانه و تعالی عما یقولون علوا کبیرا (۱۷ :)

اوس نے کبھي کبھي غرور و تکبر کے گھمنڈ میں آکر خود اپنا نسب نامه بھي خدا کے ساتھه جوڑ دیا ہے ' اور اسطرح اپنے خاندان کو تمام دنیا سے اونچا کرنا چاها ہے ! تعالی الله عما یشرکون !

اوس نے خدا کے بھیجے ہوے پیغمبروں کو ساحر ' مجنون پاگل اور دیوانه کہا ہے ' اونکو طرح طرح کي اذیتیں دي ہیں ' اونکے ساتھه ہر موقع پر گستاخي کي ہے ' بلکه کبھي کبھي خدا کے ان صالح بندوں کو قتل بھي کردیا ہے -

لیکن اس سرکش انسان کا خون اس قدر گراں قیمت اور بیش بہا ہے که اس تمرد و طغیان پر بھي خدا نے اوسکي حرمت کو قائم رکھا - لیکن جب سرکشي و عصیان نے بہت زیاده سر اوٹھایا ' اور خدا کے دائرۂ عفو و کرم کے حدود سے آگے بڑھگئي ' تو قانون تعذیب الهي کو بھي حرکت ہوئي ' اور خدا نے ظالم قوموں پر اپني عظیم الشان مخلوقات کو مسلط کردیا - انھوں نے اوسکو بد اعمالیوں کي پوري پوري سزا دي - ثمود کو زمین نے پیس کر غبار بنا دیا ' عاد کو ہوا کے جھونکے خس و خاشاک کي طرح اوڑا لیگئے ' قوم نوح کو طوفان کا ریلا تنکے کي طرح بہا لیگیا ! و کذالك اخذ ربك اذا اخذ القری وهي ظالمة ' ان اخذه الیم شدید ! (۱۱ :)

(حقوق العـــداد)

[illegible] خدا نے اپنے حقوق کي حفاظت و احترام کیلیے [illegible] ایک قطره خون نہیں بہایا - خدا نے دنیا کي بڑي بڑي [illegible] قوموں کو [illegible] اونکي یادگاروں کو [illegible] ' لیکن وه جس سر زمین پر آباد تھے ' اوسکے دامن پر خون [illegible] دهبه بھي نظر نہیں آیا -

البته جب انسان نے حقوق الهي کے حدود سے بھي آگے قدم بڑھایا ' اور خود اپنے بھائیوں کے فطري حقوق کو پامال کرنا چاها ' اونکے ملک چھین لیے ' اونکي آزادي و خود مختاري سلب کرلي ' اونکے بچوں کي آزادانه نشو و نما روکدي ' انکي زمینوں پر اپنے عیش و نشاط کے محل تعمیر کیے ' انکے جسم سے نکلے ہوے پسینے اور گردنوں سے بہے ہوے خون سے اپني تشنگي ظلم کو تسکین دي ' اور پوري قوم و ملک کو اپني قومي سیادت و عظمت کیلیے ایک آلۂ بیجان بنا لیا تاکه اپني قدرتي حرکت کو چھوڑ کر صرف اونهي کے اشاروں پر حرکت کریں ' تو اس وقت خدا نے بھي اپنے شکنجۂ عذاب کو پہلے سے زیاده سخت کیا ' اور جو سیاست الهي پہلے سے قائم تھي ' اوسکا رنگ بالکل بدل گیا - پہلے سیاست رباني کا منصب صرف آسمان و زمین اور ابر و دریا کو حاصل تھا ' جنکي عذاب کي چکي چند لمحوں کے اندر قوم کي قوم کو پیس ڈالتي تھی ' مگر اب یه خدمت خود انسان ہي کو ' بلکه صرف انسان کے ہاتھه کي دس انگلیوں کو سپرد کردي گئي - انسان جب تک خدا کے حقوق کو پامال کر رہا تھا ' خدا اپني عظیم الشان مخلوقات کے ذریعه سے اونکو عذاب دیتا تھا - اب خود انسان کے حقوق روندے جارہے تھے ' اسلیے خدا نے بھي انسانیة کي عزت و احترام کو قائم رکھنے کیلیے خود انسان ہي کو کھڑا کردیا !

زمانهٔ وحشت میں انسان نے کتنے انسانوں کے حقوق پامال کیے ہونگے ؟ کتنے انسانوں کو قتل کردیا ہوگا ؟ کتنے بچے ذبح کردیے ہونگے ؟ کتنی عورتوں کے سر سے چادر عصمت اوتار لي ہوگي ؟ ان حقوق کے تحفظ کیلیے تلواریں بھي چمکي ہونگي ' نیزوں نے بھي اپني رواني دکھائي ہوگي ' کمانوں کي چڑ چڑاهٹ کي آواز سے بھي وحشت کدهٔ عالم گونج اٹھا ہوگا ' لیکن تاریخ نے ان واقعات کو یاد نہیں رکھا ' وه اسوقت موجود نه تھي - اسلیے وه بھي ان قوموں کے ساتھه جنگل کے تاریک گوشوں اور پہاڑوں کے تنگ غاروں میں گم ہوگئي - البته زمانهٔ تمدن کي تاریخ نے اس قسم کے سیکڑوں واقعات کو اب تک ازبر رکھا ہے ' اور اس آموخته کے یاد کرنے میں سب سے زیاده زبان تیغ نے مدد دي ہے - خون کے دھبوں نے اونکے نقوش رنگین کو کبھي مٹنے نه دیا -

(DIVIDE AND RULE.)

تربیت عسکري کیلیے پہلي چیز ایک متحده قومیت کا پیدا ہونا ہے - محض انسانوں کي ایک بھیڑ سے متمدن فوج نہیں بن سکتي جب تک که قومیت کي روح ایک متحد جماعت پیدا نه کردے - باهمي اتفاق و اتحاد کي زنجیریں سب کے پاؤں میں ہوں ' کسي ایک مقصد کے عشق اور ایک حکم کي اطاعت میں سب کے سب ایک بن جائیں - یہی وجه ہے که جو حکومتیں اپنے جبر و استبداد کے قائم کرنے کیلیے [illegible] قوم کے سپاہیانه جذبات کو [illegible] چاهتي ہیں ' وه سب سے پہلے سیاسي فریب و دسائس کے ذریعه اوس میں پھوٹ ' نفاق ' بغض ' کینه ' اور باهمي انتقام کے جذبات خبیثه پیدا کرکے اونکي جمعیت کو توڑ دیتي ہیں ' اور اسطرح رفته رفته اونکي قومیت فنا ہو جاتي ہے -

لیکن اس خدع و فریب کي ضرورت اسوقت ہوتي ہے ' جب قوم میں کچھه لوگ بیدار دماغ ' متحرک اعصاب ' اور مضطرب دل رکھتے ہوں ' اور سیاست کي چھپي ہوئي چالوں کے زہر آلود اثر سے متاثر ہوتے رہتے ہوں - لیکن جب کوئي قوم دل و دماغ کھوکر

اپنے سر چشمۂ احساس کو بالکل فنا کردیتی ہے ' تو پھر ان فریب کاریوں کی ضرورت ہی نہیں ہوتی ' بلکہ سر بازار تلوار سے اوسکے نقش وجود کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے -

دنیا کی ملکی تاریخیں اس قسم کی بہت سی مٹی ہوئی قوموں کو نمایاں کرسکتی ہیں ' لیکن مذہبی تاریخ واقعات میں تسلسل و نظام اور ترتیب نہیں ڈھونڈھتی - وہ دنیا کو محض عبرت کا افسانہ سناتی ہے - اسلیے وہ صرف ۲ ایک اہم اور کثیر النتائج واقعہ کا انتخاب کرلیتی ہے ' جو تمام دنیا کیلیے مجموعہ عبرت ہوتا ہے ' اور اسکو بار بار دنیا کے آگے پیش کرتی رہتی ہے - اس اصول کی بنا پر اوس نے ہمکو صرف فرعون کے مظالم کی داستان سنائی ہے' جسکا انتہائی ظلم و عدوان یہ تھا کہ وہ اپنی اجنبی رعایا کے اندر پھوٹ اور نااتفاقی ڈالکر حکومت کرتا تھا اور ایک گروہ کو ضعیف اور دوسرے کو قوی رکھتا تھا :

ان فرعون علا فی الارض و جعل اھلھـــا شیعـــا یستضعف طائفة منھم - (۲۸ : ۳)

فرعون نے خدا کی زمین میں بہت سر اوٹھایا ' اور اوسکے رہنے والوں میں پھوٹ ڈالکر اُنکو گروہ در گروہ کردیا - و ان میں سے ایک جماعت کو کمزور رکھتا اور ابھرنے نہ دیتا -

مذہبی حکومتوں کے سوا ظلم ہر دنیوی سلطنت کا مایہ خمیر ہے' اور باوجود مختلف قسم کے مظالم کے وہ اپنی زندگی کے وہ دن پورے کرلیتی ہیں جو خدا نے اونکے لیے مقرر کردیے ہیں - لیکن جب کوئی سلطنت ظلم کو اس انتہائی درجہ تک پہونچادیتی ہے کہ انسانی حقوق کا کوئی ٹھکانا نہیں رہتا تو یہ اوسکی زندگی کا آخری دن ہوتا ہے - اسوقت اوسکا تاج و تخت اولٹ دیا جاتا ہے' اور وہ صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دی جاتی ہے -

آج بھی ہم دیکھہ رہے ہیں کہ خدا کا یہ قانون کس طرح کام کر رہا ہے ؟

(ظلم کی موت ہی سے عدل پیدا ہوتا ہے)

لیکن دنیا پر یکے بعد دیگرے ہمیشہ متضاد قوتوں نے حکومت کی ہے ' رات کے جانے کے بعد ہمیشہ دن جلوہ گر ہوا ہے ' تاریکی کے بعد ہمیشہ روشنی چمکی ہے ' سیاہی کے بعد ہمیشہ سفیدی نے ظہور کیا ہے - یہی حال حکومتوں اور سلطنتوں کا بھی ہے - جب ایک ظالم حکومت مٹتی ہے تو اُسکی جگہ اوسیوقت ایک عادل سلطنت قائم ہو جاتی ہے - ظلم کا جانا ہی عدل کے ظہور کا پیام ہے ' اور رات اگر ختم ہوگئی ہے تو اسکے یہی معنی ہیں کہ دن آ گیا -

جب جابرانہ قوموں کی قوت فنا ہو جاتی ہے ' تو ایک عادلانہ نظام قائم ہوجاتا ہے - فرعون کی جابرانہ سلطنت کا زوال ایک دوسری قوم کی عادلانہ حکومت کا مقدمہ تھا' اسلیے خدا نے فرعونیوں کی ہلاکت کے ساتھہ ہی عدل الہی کے قیام کا بھی مژدہ سنا دیا :

و نرید ان نمن علی الـــذین استضعفــوا فی الارض و نجعلھم ائمة و نجعلھم الوارثین و نمکن لھم فی الارض و نری فرعون و ھامان و جنودھما منھم ما کانوا یحذرون (۲۸ : ۴)

اور ہم اپنے دائمی قانون عدل کی بنا پر چاہتے ہیں کہ جو لوگ ہماری زمین میں کمزور بنا کر ایک مدت تک رکھے گئے ہیں' اون پر احسان کریں' اور اونکو دنیا کی پیشوائی عطا فرمائیں' بڑی بڑی طاقتور قوموں کے تاج و تخت کے وہی وارث ہوں' اور انکی پادشاہت زمین پر قائم ہوجاے - فرعون و ہامان اور انکی حکمران قوم کو انکے طرف سے جس چیز کا کھٹکا تھا اور جسکے لیے وہ اُنہیں کمزور رکھتے تھے ' وہی انکے سامنے لائینگے !

(انقلاب قوة و ضعف)

یہ تو سلطنت فرعونی کے انقلاب کی سرگذشت تھی ' لیکن غور کرو کہ اس آیة کریمہ کے اندر قرآن حکیم نے کس طرح اپنے ایک قانون الہی کی خبر دیدی ہے ؟ وہ بتلاتا ہے کہ دنیا قوت کے جاہ و جلال کی نمایش گاہ ہے' اور کمزوروں کی ہلاکت کا مقتل ہے - طاقتور قومیں کمزوروں کو اپنا غلام و محکوم بناتی ہیں ' ان میں پھوٹ اور اختلاف ڈالتی ہیں ' انکے مختلف فرقوں اور مختلف گروہوں کو باہم ملنے نہیں دیتیں ' کیونکہ اگر وہ ملکر ایک ہو جائیں تو پھر کمزور نہ رہیں اور اتفاق و یگانگت کی طاقت اعلی ظالموں کا تخت و تاج اولٹ دے - یہی حال مصر میں بنو اسرائیل کا تھا -.

لیکن اسکے ساتھہ ہی دنیا کا ایک مستثنے قانون بھی ہے ' اور خـــدا کے زبردست ہاتھہ کی گاہ گاہ چمـک جانے والی حرکت بھی ہوتی ہے - جب ظلم اور طاقت کے شیطان کا غرور حد سے بڑھجاتا ہے تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ دنیا طاقت والوں کی جگہ کمزوروں کا گھر بنا دی جاتی ہے ' اور وہی زمین جو کمزوروں کیلیے قتل گاہ تھی ' طاقت والوں کی تباہی و ہلاکت کا تماشا گاہ بن جاتی ہے - پس اُس دن چھوٹے بڑے کیے جاتے ہیں' اور بڑوں کو چھوٹا بنایا جاتا ہے - وہ کہ کمزور کردیے گئے تھے' وہ کہ بیکس اور بے نوا تھے' وہ کہ صرف رونے ' ماتم کرنے ' بے بسی کی چیخیں مارنے ' اور لٹنے لٹانے کیلیے تھے ' وقت آتا ہے کہ احسان الہی کے سزاوار ٹھہرتے ہیں ' اور کمزوری کی جگہ طاقت کیلیے ' بیکسی کی جگہ فرمانروائی کیلیے' و رونے کی جگہ خوشیوں کیلیے' ماتم کی جگہ عیش و کامرانی کیلیے ' اور لٹنے کی جگہ لوٹنے کیلیے' تمام عالم میں نمایاں ہو جاتے ہیں - قوة فرعونی کی جگہ قوة موسوی کی تلوار آن کی آن میں دنیا کو پلٹ دیتی ہے' اور صدیوں کی گری ہوئی قومیں پھر جاہ و جلال ربانی کے ظہور و قیام کیلیے دنیا کی وارث اور خلیفہ بنا دی جاتی ہیں !

(تربیت عسکـری)

لیکن جسطرح تلوار کی آخری حرکت کسی سلطنت کی شہرگ کو کاٹ دیتی ہے ' اوسی طرح اوسکی پہلی جنبش نظام حکومت کو قائم بھی کردیتی ہے - حکومت سیاست کا سر چشمہ ہے' اور سیاست کی پیاس ہمیشہ تلوار ہی کے پانی سے بجھی ہے - خدا تعالی حضرت موسی علیہ السلام کو فرعون کے تاج و تخت اولٹنے اور بنو اسرائیل کی حکومت قائم کرنے کیلیے ایک تیغ برھنہ کی صورت میں نمایاں کرنا چاہتا تھا ' اسلیے دیکھو کہ کس طرح اونکو بچپن ہی سے میدان جنـگ کے شدائد و مصائب برداشت کرنے کا خوگر بنایا' اور طرح طرح کی آزمایشوں میں ڈالدیا ؟ ابھی آنھوں نے دنیا میں پہلا ہی قدم رکھا تھا کہ ماں کے آغوش محبت سے جدا ہوگئے' اور جس آغوش کی محبت سے زمین پر رینگنے والے کیڑے بھی محروم نہیں رہتے' اللہ کی معلمانہ مشیت نے اپنے رسول اولوالعزم کو اس سے محروم کر دیا - دریاے نیل کی طوفان خیز موجوں کی آغوش میں اُنھیں ڈالدیا گیا کہ ایک دن دریا کے طوفان ہی میں سے انکو اپنی راہ نکالنی تھی :

و اوحینا الی ام موسی ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوه الیک و جاعلوه من المرسلین (۲۸ : ۶)

اور ہم نے موسی کی ماں کے دل میں یہ بات ڈالدی کہ اوسکو دودہ پلاے ' اور اگر فرعون کے ظلم کیوجہ سے اوسکی جان کا خوف ہو' تو دریا میں ڈالدے - اور کسی قسم کا خوف یا غم نہ کرے' ہم پھر اسکی گود میں اسکے لخت جگر کو واپس کردینگے' اور اسکو اپنا پیغمبر بنائینگے -

حضرة موسی کی والدہ نے اپنے لخت جگر کو دریا کی لہروں کی آغوش میں ڈالدیا - لیکن نیل کی لہریں اس امانت مقدس

کو آور کہیں نہیں لے گئیں ' اُسي کے محل تک بحفاظت پہنچا دیا جسکے سر غرور کو کچلنے کیلیے ایک دن یہ شیر خوار بچہ اُٹھنے والا تھا - پھر محل فرعوني کي عورتوں کو آنپر مہربان کردیا ' اُنہوں نے اپنے بچوں کي طرح خاص شاهي محل کے اندر پرورش کي ' اور اُنکي والدہ هي اُنکي دایہ قرار پائیں - اسمیں الله کي بڑي مصلحت یہ تھي کہ حضرۃ موسیٰ کي پرورش شاهي محل میں هوگي تو پادشاهوں کے جاہ و جلال باطل کا رعب اُنکے دل سے فکل جائیگا ' اور بچپن هي سے شاهانہ زندگي ' سیاست و ملک داري کے طریقے ' اور ظالمانہ حکومتوں کے تمام اسرار و خفایا اُن پر منکشف هوجائینگے -

فالتقطه آل فرعون لیکون	پھر اوسکو آل فرعون نے دریا سے نکال
لهم عدوا و حزنا - ان فرعون	لیا ' اور اس بچے کو پرورش
و هامان و جنودهما کانوا	کیا تاکہ آگے چلکر وہ اونکا دشمن
خاطئین (۲۸ : ۷)	اور سرمایہ رنج و غم بنے - بے شک

فرعون ' هامان ' اور اونکا لشکر غلطي پر تھا - جبکہ اپنے دشمن کو اپنے گھر کے اندر پالرہا تھا !

(آغاز کار)

اسکے بعد آزمائش و ابتلاء کے متعدد موقعے پیش آے - اونہوں نے ایک ظالم شخص کو عین حالت ظلم میں قتل کردیا :

و دخل المدینة علی حین	اور جب کہ تمام لوگ غافل تھے
غفلة من اهلها ' فوجد فیها	موسیٰ شہر میں آے ' اور اوسمیں
رجلین یقتتلن : هذا من	دو آدمیوں کو جھگڑتے هوے دیکھا '
شیعته و هذا من عدوه -	اون میں ایک آدمي اونکي قوم
فاستغاثه الذي من شیعته	کا تھا ' اور دوسرا اونکے دشمن کے گروہ
علی الذي من عدوه ' فوکزه	کا - موسیٰ کو دیکھکر اونکي قوم کے
موسیٰ فقضی علیه - قال	آدمي نے دشمن کے ظلم کي
هذا من عمل الشیطان	فریاد کي ' اور موسیٰ نے اوسکو
انه عدو مضل مبین !	ایک ایسا گھونسا مارا کہ وہ مرگیا -
(۲۸ : ۱۴)	یہ حال دیکھکر وہ گھبراے کہ شیطان

نے مجھے مصیبت میں پھنسادیا - بے شک شیطان گمراہ کن دشمن ھے -

اب خدا نے ظلم و فساد اور انساني عبودیت و غلامي کي سر زمین سے اونکو دور کرنا چاها ' کیونکہ ضرورت تھي کہ وہ کسي آزاد مقام پر رهکر آنے والے وقت کیلیے طیار هوجائیں - پس وہ نکلے اور ایک طرف خدا کي رهنمائي کے سہارے پر چل کھڑے هوے :

و لما توجه تلقاء مدین قال	جب موسیٰ مصر سے نکل کر مدین
عسی ربي ان یهدیني	کي طرف روانہ هوے ' تو کہا کہ خدا
سواء السبیل - (۲۸ : ۲۱)	مجھکو ضرور سیدھا راستہ دکھائیگا -

(درسگاہ مدین)

خدا نے اونکي رهنمائي کي ' اور بخط مستقیم اونکو اپنے ایک صالح بندے کي آغوش تربیت میں ڈالدیا - وهاں اونہوں نے کامل آٹھہ سال تک آزادي کي هوا میں اپنے جذبات حقہ و قواء صالحہ کو نشو و نما دي - پھر جب پلٹے تو فرعون کے تاج و تخت اولٹنے کیلیے تمام ساز و سامان نصرۃ سے مسلح تھے :

و ان الق عصاك فلما	اور هم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ
راها تهتز کانها جان ولی	اپني لاٹھي کو پھینک دو ' موسیٰ نے
مدبرا و لم یعقب - یموسیٰ	اپنے هاتھہ سے عصا پھینک دیا '
اقبل و لا تخف ' انك	لیکن جب دیکھا کہ وہ سانپ کي
من الامنین - اسلك یدك	طرح حرکت کر رها ھے ' تو پشت
في جیبك تخرج بیضاء	پھیر کر بھاگے ' اور پھر اوس طرف
من غیر سوء ' و اضمم	رخ نہ کیا - هم نے کہا اے موسیٰ !
الیك جناحك من الرهب	آگے بڑھو ' مطلق خوف نہ کھاؤ
فذانك برهانان من	تم محفوظ رهوگے ' پھر هم نے حکم
ربك الی فرعون و ملائه	دیا کہ اپنے هاتھہ کو گریبان میں
انهم کانوا قوما فاسقین -	ڈالو ' وہ چمکتا هوا نکلیگا - تمہارے
(۲۸ : ۳۱)	خدا کي طرف سے فرعون اور اوسکے

ارکان سلطنت کیلیے یہ دو نشانیاں دیگئي هیں -

(سپہ سالار جنگ)

فوج کي تنظیم و ترتیب کیلیے جس سپہ سالار کي ضرورت تھي وہ تمام آلات حرب سے مسلح هوگیا ' لیکن وہ جن لوگوں سے اپني فوج کو مرتب کرنا چاهتا تھا ' وہ خود گرفتار زندان مصیبت تھے ' اسلیے اوس نے اپنا پہلا مطالبہ جو فرعوني گورنمنٹ سے کیا ' وہ اِسي فوج کي رهائي کا مطالبہ تھا :

ان ادوا الي عباد الله	خدا کے ان بندوں کو میرے
اني لکم رسول امین	حوالے کردو ' میں تمہارے پاس ایک
(۴۴ : ۱۷)	امانت دار پیغمبر بن کے آیا هوں -

(داخلي تبلیغ)

لیکن فرعون نے جیسا کہ تمام ظالم بادشاهوں کا طریقہ ھے ' اوسکے اس الهي مطالبہ کو رد کردیا - پس ضرور هوا کہ اب کچھہ دنوں تک مصر هي میں رهکر بنو اسرائیل کي تربیت و تعلیم کا انتظام کیا جاے ' اور صدیوں کي محکومي و غلامي نے جس درجہ انکے فوجي قویٰ کو معطل کردیا ھے ' اسي درجہ کي قوي و موثر تعلیم کے ذریعہ انمیں حریت و استقلال کے عزائم پیدا کیے جائیں -

پس حکم الهي کے مطابق حضرۃ موسیٰ علیہ السلام اپني دعوۃ کي داخلي تبلیغ میں مشغول هوگئے اور بني اسرائیل کو آنے والے وقت کیلیے طیار کرنا شروع کردیا - اس طیاري کا طریقہ اور اسکے اصول جو قران حکیم نے بتلاے هیں ' هم کسي دوسري صحبت میں انکي طرف متوجہ هونگے -

(پہلي فوجي نمایش)

جب ایک اچھي مدت اسپر گذر گئي تو حکم الهي هوا کہ اب وقت آگیا ھے کہ اس طیار کردہ فوج کي حرکت شروع هوجاے - پس پہلي منزل یہ ھے کہ اب فرعوني گورنمنٹ کے ساز و سامان اور احکام و قوانین کي بالکل پروا نہ کرو - وہ بنو اسرائیل کو اپني غلامي سے نکلنے نہیں دیتي ' مگر تم اسکو اپنے ساتھہ لیکر راتوں رات نکل کھڑے هو - تمہارا تعاقب کیا جائیگا ' لیکن عذاب الهي بھي اسکے تعاقب سے غفلت نہیں کریگا :

فاسر بعبادي لیلا انکم	میرے بندوں کو لیکر راتوں رات نکل
متبعون (۴۴ : ۲۲)	جاؤ ' کیونکہ تمہارا تعاقب کیا جائیگا -

اونہوں نے حکم الهي کي تعمیل کي ' اور اسطرح فوج کیلیے جس اجتماع و انضمام کي ضرورت هوتي ھے اوسکا قوام تیار هوگیا -

(روح عسکري)

لیکن فوج صرف آدمیوں کي اوس صف هي کا نام نہیں ھے جو میدان جنگ میں دیوار کي طرح کھڑي کردي جاتي ھے ' بلکہ جسطرح دنیا کي هر حقیقت مادہ و قوت سے مرکب ھے ' اوسي طرح فوج بھي جسم و روح کے مجموعہ کا نام ھے - یہ روح تلواروں کے چمکتے هوے جوهر میں نہیں مل سکتي ' اوسکا آشیانہ شہسواروں کے خود میں نہیں ھے ' وہ حلقہ دار زرہ کے جال میں مرغ رشتہ بپا کي طرح گرفتار نہیں ھے ' اوس نے ان تمام قیود سے آزاد هوکر صرف سپاهیوں کے دل هي کو اپنا گھر بنایا ھے - اسي گوشے میں اوسکي معجزانہ طاقت کي کار فرمائیاں ظاهر هوتي هیں - فوج کي تعداد کي کمي بیشي سے اسپر کوئي اثر نہیں پڑتا - ایک سو اور ایک هزار کے اختلاف سے اسکي حقیقت بدل نہیں جاتي ' سامان جنگ کے عدم و وجود کو اسمیں کوئي دخل نہیں ' وہ چاهے تو ایک انسان کے اندر چمک کر اسے ایک هزار انسانوں پر غالب کردے :

يا ايها النبي حرض المومنين على القتال ان يكن منكم عشرون صابرون يغلبوا مائتين وان يكن منكم مائة يغلبوا الفا من الذين كفروا بانهم قوم لا يفقهون - (۸ : ۶۶)

اے پیغمبر مسلمانوں کو جہاد کیلیے اُبھارو' اگر تم میں بیس آدمي بھي صابر ھوں گے تو وہ دو سو دشمنوں پر غالب آجائینگے' اور اگر تم میں سو آدمي بھي صبر کي طاقت رکھتے ہونگے تو کفار کي ایک ھزار جمعیت پر غلبہ حاصل کرلینگے -

عزم و استقلال اور صبر و توکل کي طاقت صرف افراد کي کثرت سے پیدا نہیں ھوسکتي' اُسکو آزادي کي زندگي ھي پیدا کرتي ھے جو قواء انساني کي نشو و نما کي فطرتي تربیت گاہ ھے -

لیکن آزادي ایک ایسا جوھر ھے' جو کبھي تو اس قدر ارزاں ھوجاتا ھے کہ ھر ریگستان کے چمکتے ھوے ذرے میں مل سکتا ھے' اور کبھي اس قدر گراں قیمت ھوجاتا ھے کہ صرف تاج شاھي کے جڑے ھوے موتیوں ھي میں اُسکي جھلک نظر آتي ھے -

حضرت موسى علیہ السلام جس قوم کي تعلیم و تربیت کیلیے خدا کي طرف سے مامور ھوے تھے' اُس کے اندر یہ جوھر بالکل مفقود ھوگیا تھا - فرعون کي غلامي نے اُسکے تمام شریفانہ جذبات فنا کردیے تھے' اُس نے کبھي حکومت کا خواب بھي نہیں دیکھا تھا - حضرت موسى علیہ السلام کي پیغمبرانہ دعوۃ کي طاقت نے مومنین کا لغیب کا ایک چھوٹا سا گروہ ضرور پیدا کردیا جس نے حریۃ صادقہ کي روح سے معمور ھوکر فرعون کو للکارا تھا :

فاقض ما انت قاض انما تقضي هذه الحيواة الدنيا (۲۰ : ۷۵)

جو حکم چاھو ھمارے لیے دو' تمھاري حکومت زیادہ سے زیادہ اس دنیوي زندگي ھي کا فیصلہ کرسکتي ھے کہ ھمیں قتل کردے - اس سے زیادہ تم اور کیا کرسکتے ھو؟

لیکن یہ بھي صرف نور ایمان کي ایک جدید روح کي صدا تھي جسنے غلاموں کے ملک میں حریت حقہ کا غلغلہ بلند کرکے ایک نمونہ قائم کردیا' ورنہ بنو اسرائیل کے حلقے سے کبھي اِس قسم کي صدائیں بلند نہیں ھوسکتي تھیں -

(جہاد في سبیل اللہ سے اعراض)

پس اس بنا پر بنو اسرائیل کي فوجي تعلیم و تربیت کیلیے وھي قدرتي مرکز موزوں تھا' جہاں انسان نے سب سے پہلے آزادي کي ھوا کھائي ھے - یعنے آبادیوں اور بستیوں سے الگ کوئي صحرا اور میدان' جہاں نہ کسي کي حکومت ھو' نہ کسي انسان کا حکم - اپنے عزیزوں کے غول ھوں اور خود مختار پرندوں کے جھنڈ' اسي کائنات فطري و حقیقي میں رھکر وہ اپني گم شدہ حریۃ کو تلاش کرسکتے تھے جو مصر کي آبادیوں میں کھو گئي تھي !

لیکن حضرت موسى علیہ السلام نے پہلے آنے والے جاہ و جلال و عظمت کو یاد دلاکر اُنکے جذبۂ شجاعت کو تازہ کرنا چاھا :

واذ قال موسى لقومه يا قوم اذكروا نعمت الله عليكم اذ جعل فيكم انبياء وجعلكم ملوكا وآتكم ما لم يوت احداً من العالمين - يا قوم ادخلو الارض المقدسة التي كتب الله لكم ولا ترتدوا على ادباركم فتنقلبوا خاسرين - (۵ : ۲۳)

جب موسى نے اپني قوم سے کہا : اے لوگو خدا کي نعمتوں کو دیکھو' اُس نے تم میں پیغمبر پیدا کیے تھے' اب تمکو بادشاہ بناتا ھے' اور وہ عظمت عطا فرماتا ھے جو ابتک کسیکو بھي ندي تھي - پس عزم اور ھمت کرو' اور ارض مقدس میں داخل ھوجاو - اُسکي حکومت صرف تمھاري ھي قسمت میں لکھدي گئي ھے' اور ھرگز بزدلوں کي طرح پیٹھہ نہ پھیرو' اسکا نتیجہ بجز ناکامیابي و محرومي کے کچھہ نہ ھوگا -

لیکن یہ امتحان ایک ایسي قوم کیلیے سودمند نہ ھو سکا جو صدیوں سے غلامي کي لعنت میں گرفتار تھي - بنو اسرائیل کي بزدلي نے نہایت مایوسانہ جواب دیا :

قالوا يموسى ان فيها قوماً جبارين' وانا لن ندخلها حتى يخرجوا منها - فان يخرجوا منها فانا داخلون (۵ : ۲۵)

اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اے موسى ارض مقدس مین ایک نہایت ھیبتناک قوم رھتي ھے - ھم اُس میں ھرگز داخل نہیں ھو سکتے - وہ اپنے ساز و سامان اور طاقت سے ھمیں پیس ڈالینگے - جب تک کہ وہ ملک سے خود بخود نہ ھٹ جائیں' ھم اُسکا رخ نہ کرینگے -

اِس داخلہ سے محض شاھي جاہ و جلال کا منظر دکھانا مقصود نہ تھا' بلکہ بنواسرائیل کي قدیم کھوئي ھوئي عظمت کو خلافت الٰھي کي صورت میں قائم کرنا تھا' اور خلافت الٰھي کے قائم کرنے کیلیے جس قسم کي شجاعت درکار ھوتي ھے' اُسکو صرف نور ایمان ھي قائم کرسکتا تھا - بنواسرائیل کے دل اس کي حرارت سے خالي تھے - دو مخلص مومنوں نے اپنے نور ایمان کی حرارت سے اُنکے دلوں کو گرمانا چاھا :

قال رجلان من الذين يخافون انعم الله عليهما ادخلو عليهم الباب - فاذا دخلتموه فانكم غالبون' وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مؤمنين - (۵ : ۲۶)

جو لوگ بیت المقدس میں داخل ھونے سے ڈر رھے تھے' اونھیں میں سے دو آدمیوں نے جن پر خدا نے نور ایمان کے ذریعہ سے احسان کیا تھا کہا : جہاد في سبیل اللہ سے انکار نہ کرو اور اللہ پر اعتماد کرکے ارض مقدس میں داخل ھوجاؤ - جب اُسکے اندر داخل ھوجاؤ گے تو تم یقیناً غالب ھوگے - اگر تم مسلمان ھو تو خدا پر بھروسہ کرو -

لیکن اس پر بھي اونکے دلوں میں حرارت پیدا نہ ھوئي' اور انھوں نے صاف جواب دیدیا :

قالوا يموسى انا لن ندخلها ابدا ما داموا فيها' فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون - (۵ : ۲۷)

اون لوگوں نے کہا اے موسى ! جبتک وہ طاقتور لوگ اُس شہر میں ھیں' ھم اُسمیں ھرگز داخل نہیں ھوسکتے - تم اپنے خدا کے ساتھہ جاکر لڑو' ھم اس جگہہ بیٹھہ کر تماشا دیکھینگے -

(چہل سالہ قیام صحراء)

اب حضرت موسى علیہ السلام کو بالکل مایوسي ھوگئي' اور اونھوں نے اس بزدل قوم سے علیحدہ ھونا چاھا :

قال رب اني لا املك الا نفسي و اخي' فا فرق بيننا و بين القوم الفسقين (۵ : ۲۸)

حضرت موسى نے کہا : خداوندا ! میں صرف اپنے وجود پر اور اپنے بھائي ھارون ھي پر اختیار رکھتا ھوں' اپني قوم کي بزدلي اور روحاني موت کو کیا کروں ؟ اب مجھہ میں اور اس بدکار قوم میں علحدگي کردے -

لیکن حکم الٰھي ھوا کہ اے موسى ! تم مایوسي کیلیے پیدا نہیں کیے گئے ھو' تمھاري پیغمبرانہ استقامت کي طاقت کو ان مشکلوں کا مقابلہ کرنا چاھیے - بني اسرائیل کو مدتوں کي غلامي نے جہاد فی سبیل اللہ کي مقدس راہ سے نا آشنا کردیا ھے - وہ چھوٹي چھوٹي راحتوں کے عاشق ھیں' بڑے مقصد کي راہ میں مصیبت اٹھانے سے جي چراتے ھیں - غلامي کي زندگي کا یہ لازمي نتیجہ ھے - پس اس سے نہ گھبراؤ اور انھیں یہاں سے نکالکر کسي آزاد و بے قید صحرا میں جا بساؤ' وھاں کي خالص اور فطری آب و ھوا میں ایک زمانہ بسر کریں - عہد غلامي کي پرورش یافتہ نسل مٹ جاے - ایک نئي مستعد نسل پیدا ھو' پھر وہ راہ جہاد کي مشکلات کو برداشت کرسکیگي :

قال فانها محرمة عليهم اربعين سنة يتيهون في الارض فلا تأس على القوم الفسقين (۵ : ۲۹)

خدا نے کہا : بیت المقدس کا داخلہ اونکے لیے چالیس سال تک حرام ھوگیا' اب اسي سر زمین میں وہ سرگرداں رھینگے - حصول عظمت میں یہ چہل سالہ تاخیر انھي کي بزدلي کا نتیجہ ھے - پس ایسے لوگوں کي محرومي پر تمھیں افسوس نہیں کرنا چاھیے -

مختارات

الحـــرب فـى الاســلام

تاریخ اسلام اور نظام عسکري

(۲)

(رسد کا مستقل محکمہ)

رفتہ رفتہ حضرت عمر نے رسد کا ایک مستقل محکمہ قائم کیا ' جسکا نام اهراء تھا - چنانچہ شام میں عمرو بن عتبہ (۱) اس محکمہ کے افسر مقرر ھوے - "اهراء" هري کي جمع ھے - هري ایک یوناني لفظ ھے جسکے معني گودام کے ھیں - چونکہ رسد کے یکجا جمع ھونے اور وھاں سے تقسیم ھونے کا یہ طریقہ یونانیوں سے لیا گیا تھا ' اِس لیے نام میں بھي وھي یوناني لفظ قائم رھا - تمام جنس اور غلہ ایک وسیع گودام میں جمع ھوتا تھا اور مہینے کي پہلي تاریخ في سپاھي ایک من دس ثار کے حساب سے تقسیم ھوتا تھا - اِسکے ساتھہ في کس ۱۲ ثار روغن زیتون' اور ۱۲ ثار سرکہ بھي ملتا تھا - اس کے بعد اور بھي ترقي ھوئي ' یعني خشک جنس کے بجاے پکا پکایا کھانا ملتا تھا - چنانچہ مورخ یعقوبي نے حضرت عمر کے سفر شام کے ذکر میں اسکي تصریح کي ھے -

(خوراک اور کپڑا اور بھتہ)

تنخواہ اور خوراک کے علاوہ کپڑا بھي دربار خلافت سے ملتا تھا ' جسکي تفصیل وردي کے ذکر میں آئیگي - اِن تمام باتوں کے ساتھہ بھتہ بھي مقرر تھا ' جسکو عربي میں "معونة" کہتے ھیں - سواري کا گھوڑا سواروں کو اپنے اهتمام سے مہیا کرنا پڑتا تھا - لیکن جو شخص کم مایہ ھوتا اور اُسکي تنخواہ بھي ناکافي ھوتي اُسکو حکومت کي طرف سے گھوڑا ملتا تھا - چنانچہ خاص اِس غرض کے لیے حضرت عمر کے حکم سے خود دار الخلافۃ میں چار ھزار گھوڑے ھر وقت موجود رھتے تھے - (۲)

بھتہ اور تنخواہ وغیرہ کي تقسیم کے اوقات مختلف تھے - شروع محرم میں تنخواہ ' فصل بہار میں بھتہ' اور فصل کٹنے کیوقت خاص خاص جاگیروں کي آمدني تقسیم ھوتي تھي - (۳) تنخواہ کي تقسیم کا یہ طریقہ تھا کہ ھر قبیلے کے ساتھہ ایک عریف یعني مقدم یا رئیس ھوتا تھا - فوجي افسر جو کم سے کم دس دس سپاھیوں پر افسر ھوتے تھے' اور جو اُمراء الاعشار کہلاتے تھے ' تنخواہ اُن کو دیجاتي تھي - وہ عریف کو حوالہ کرتے تھے' اور عریف اپنے اپنے قبیلے کے سپاھیوں کے حوالہ کردیتا - ایک ایک عریف کے متعلق ایک ایک لاکھہ درھم کي تقسیم تھي - چنانچہ کوفہ و بصرہ میں سو عریف تھے جن کے ذریعے سے ایک کرور کي رقم تقسیم ھوتي تھي - اس انتظام میں نہایت احتیاط اور خبر گیري سے کام لیا جاتا تھا - عراق میں اُمراے اعشار نے تنخواھوں کي تقسیم میں بے اعتدالي کی ' تو حضرت عمر نے عرب کے بڑے بڑے نساب اور اهل الراے مثلاً سعید بن عمران اور مشعلہ بن نعیم وغیرہ کو بلاکر اسکي جانچ پر مقرر کیا - چنانچہ اِن لوگوں نے دوبارہ نہایت تحقیق اور صحت کے ساتھہ لوگوں کے عہدے اور روزینے مقرر کیے ' اور دس دس کي جگہ سات سات سپاھي پر ایک ایک افسر مقرر کیا - (۱) عریف کا تقرر بھي فاروقي ایجادات سے تھا ' جسکي تقلید مدتوں تک کي گئي - کنز العمال باب الجہاد میں بیہقي کي روایت ھے : "اول من دون الدواوین و عرف العرفا عمر بن الخطاب"

تنخواھوں میں قدامت اور کار کردگی کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً اضافہ ھوتا رھتا تھا - قادسیہ میں زھرہ' عصمہ' ضبي وغیرہ نے بڑے مردانہ کام کیے تھے ' اسلیے اُن کي تنخواھیں دو دو ھزار سے ڈھائي ڈھائي ھزار ھوگئیں - مقررہ رقموں کے علاوہ غنیمت سے وقتاً فوقتاً جو ھاتھہ آتا تھا اور علی قدر مراتب فوج پر تقسیم ھوتا تھا' اُسکي تو کچھہ انتہا ھي نہ تھي - چنانچہ جلولاء میں نو نو ھزار اور نہاوند میں چھہ چھہ ھزار درھم ایک ایک سوار کے حصہ میں آئے تھے !

صحت اور تندرستي قائم رکھنے کے لیے حسب ذیل قاعدے مقرر تھے :

(اختلاف موسم کے لحاظ سے فوج کي تقسیم)

(۱) جاڑے اور گرمي کے لحاظ سے لڑائي کي جہتیں متعین کردي تھیں ' یعني جو سرد ملک تھے ان پر گرمیوں میں' اور گرم ملکوں پر جاڑوں میں فوجیں بھیجي جاتي تھیں - اس تقسیم کا نام شاتیہ اور صائفۃ رکھا اور یہي اصطلاح آجتک قائم ھے - یہاں تک کہ ھمارے مورخین مغربي مہمات اور فتوحات کو صرف "صوایف" کے لفظ سے تعبیر کرتے ھیں - یہ انتظام حضرت عمر نے سنہ ۱۷ ھجری میں کیا تھا - علامۂ طبري لکھتے ھیں : " و سمي الشواتي و الصوائف - و سمي ذالك في كل كورة "

(۲) فصل بہار میں فوجیں اُن مقامات میں بھیجدي جاتي تھیں' جہاں کي آب و ھوا عمدہ اور سبزہ و مرغزار ھوتا تھا - یہ قاعدہ اول اول سنہ ۱۷ ھجري میں جاري کیا گیا جبکہ مداین کي فتح کے بعد وھاں کي خراب آب و ھوا نے فوج کي تندرستي کو نقصان پہنچایا

---

(۱) تاریخ طبري صفحۂ ۲۵۲۶ - اهراء کے معني اور مفہوم کیلیے دیکھو لسان العرب اور فتوح البلدان صفحہ ۲۰۸ -

(۲) کتاب الخراج صفحۂ ۲۷ - اصل عبارت یہ ھے : " كان لعمر بن الخطاب اربعة الاف فرس - فاذا كان في عطاء الرجل خفة او كان محتاجا اعطاه الفرس "

(۳) طبری صفحہ ۲۴۸۶ - اصل عبارت یہ ھے " و امر لهم بمعاونهم في الربيع من كل سنة و باعطياتهم فى المحرم من كل سنة و بفئيهم عند طلوع الشعرى في كل سنة ' و ذالک عند ادراک الغلات "

(۱) یہ واقعات نہایت تفصیل کے ساتھہ طبری صفحۂ ۲۶۹۵ و ۲۴۹۶ ' و مقریزی صفحۂ ۹۳ میں ھیں -

تھا - چنانچه عتبه بن غزوان کو لکھا که همیشه جب بہار کا موسم آ جاے تو فوجیں شاداب اور سر سبز مقامات میں چلي جائیں (۱)

(بہار کے زمانے میں فوجوں کا قیام)

عمر بن العاص گورنر مصر موسم بہار کے آنے کے ساتھه هي فوج کو باہر بھیجدیتے تھے ' اور حکم دیتے که سیر و شکار میں بسر کریں' اور گھوڑوں کو چراکر اور فربه بناکر لائیں -

. (آب و هوا کا لحاظ)

(۳) بارکوں کی تعمیر اور چھاونیوں کے بنانے میں همیشه عمده آب و هوا کا لحاظ کیا جاتا تھا ' اور مکانات کے آگے کھلے هوے خوش فضا صحن چھوڑدیے جاتے تھے - فوجوں کے لیے جو شہر آباد کیے گئے' مثلاً کوفه ' بصره ' فسطاط وغیره' ان میں اُصول صحت کے لحاظ سے سڑکیں ' کوچے ' اور گلیاں نہایت وسیع هوتي تھیں- حضرت عمر کو اسمیں اسقدر اهتمام تھا که مساحت اور وسعت کي تعین بھي خود لکھه کر بھیجی تھي - چنانچه اسکي تفصیل ان شہروں کے ذکر میں گزر چکي هے -

(کوچ کي حالت میں فوج کي آرام کا دن)

(۴) فوج جب کوچ پر هوتي تھي تو حکم تھا که همیشه جمعه کے دن مقام کرے اور پورے ایک شب و روز قیام رکھے ' تا که لوگ دم لے لیں اور هتیاروں اور کپڑوں کو درست کرلیں - یه بھي تاکید تھي که هر روز اُسي قدر مسافت طے کریں جس سے تھکنے نه پائیں' اور پڑاؤ وهیں کیا جاے جہاں هر قسم کي ضروریات مہیا هوں- چنانچه سعد بن وقاص کو جو فرمان فوجي هدایتوں کے متعلق لکھا ' اسمیں اور اهم باتوں کے ساتھه ان تمام جزئیات کي تفصیل بھي لکھي (۲)

(رخصت کے قاعدے)

رخصت کا بھي با قاعده انتظام تھا - جو فوجیں دور دراز مقامات پر مامور تھیں اُن کو سال میں ایک دفعه ورنه دو دفعه رخصت ملتي ' بلکه ایک موقع پر جب اُنھوں نے ایک عورت کو اپنے شوهر کي جدائي میں دردناک اشعار پڑھتے سنا تو افسروں کو احکام بھیجدیے که کوئي شخص چار مہینے سے زیاده باهر رهنے پر مجبور نه کیا جاے -

لیکن یه تمام آسانیاں اسي حد تک تھیں جہاں تک ضرورت کا تقاضا تھا ' ورنه آرام طلبي ' کاهلي ' عیش پرستي سے بچنے کے لیے سخت بندشیں بھي کي نهیں - نہایت تاکید تھي که " اهل فوج رکاب کے سہارے سے سوار نه هوں ' نرم کپڑے نه پہنیں ' دھوپ کھانا نه چھوڑیں ' حماموں میں نه نہائیں "

(فوج کا لباس)

تاریخوں سے یه پته نہیں چلتا که حضرت عمر نے فوج کے لیے کوئي خاص لباس جسکو وردي کہتے هیں قرار دیا تھا - اُن کے جو احکام فوج کے نام منقول هیں ' اُن میں صرف اسقدر هے که لوگ عجمي لباس نه پہنیں- لیکن معلوم هوتا هے که اس حکم کي تعمیل پر چنداں زور نہیں دیا گیا ' کیونکه سنه ۲۱ هجري میں جب مصر میں ذمیوں پر جزیه مقرر هوا تو فوج کے کپڑے بھي اُسمیں شامل تھے اور وه یه تھے - اُون کا جبه ' لمبي ٹوپي یا عمامه ' پاجامه '

(۱) تاریخ طبری میں هے " وکتب عمر الی سعد بن مالک و الی عتبة بن غزوان ان یتربعا بالناس في کل حین ربیع في اطیب ارضیهم" کتاب مذکور صفحهٔ ۲۴۸۶ -

(۲) عقد الفرید جلد اول صفحه ۴۹ میں یه فرمان بعینه منقول هے-

موزه (۱) حالانکه اول اول پاجامه اور موزه کو حضرت عمر نے بتصریح منع کیا تھا -

(فوج میں خزانچي و محاسب و مترجم)

فوج کے متعلق حضرت عمر کي اور بہت سي ایجادیں هیں جنکا عرب میں کبھی وجود نه تھا - مثلاً هر فوج کے ساتھه ایک افسر خزانه ' ایک محاسب ' ایک قاضي ' اور متعدد مترجم هوتے تھے - ان کے علاوه متعدد طبیب اور جراح بھي هوتے تھے - چنانچه جنگ قادسیه میں عبد الرحمن بن ربیعه قاضي' زیاد بن ابي سفیان محاسب' بلال هجري مترجم تھے - (۲) فوج میں محکمهٔ عدالت ' سرشته حساب ' مترجمي ' اور ڈاکٹري کي ابتدا بھي اسي زمانے سے هے -

(فن جنگ میں ترقي)

فوجي قواعد کي نسبت همکو صرف اسقدر معلوم هے که حضرت عمر فوجي افسروں کو جو احکام بھیجتے تھے' اُن میں چار چیزوں کے سیکھنے کي تاکید هوتي تھي - تیرنا ' گھوڑے دوڑانا ' تیر لگانا ' ننگے پانؤں چلنا - اس کے سوا همکو معلوم نہیں که فوج کو کسي قسم کي قواعد سکھلائي جاتي تھي - تاهم اسمیں بھي شبه نہیں که حضرت عمر کے عہد میں سابق کي نسبت فن جنگ نے بہت ترقي کي - عرب میں جنگ کا پہلے یه طریقه تھا که دونوں طرف کے غول بے ترتیب کھڑے هو جاتے تھے' پھر دونوں طرف سے ایک ایک سپاهي نکل کر لڑتا تھا اور باقي تمام فوج چپ کھڑي رهتي تھي - اخر میں عام حمله هوتا تھا - اسلام کے آغاز میں صف بندي کا طریقه جاري هوا ' اور فوج کے مختلف حصے قرار پاے - مثلاً میمنه ' میسره' وغیره - لیکن هر حصه بطور خود لڑتا تھا - یعني تمام فوج کسي ایک سپه سالار کے نیچے رهکر نہیں لڑتي تھي - سب سے پہلے سنه ۱۵ هجري میں یرموک کے معرکه میں حضرت خالد کي بدولت تعبیه کی طرز پر جنگ هوئي یعنے کل فوج جسکي تعداد ۴۰ هزار کے قریب تھي' ۳۶ صفوں میں تقسیم هوکر حضرت خالد کي ماتحتي میں کام کرتي تھي' اور وه تمام فوج کو تنہا لڑاتے تھے -

حضرت عمر رضي الله عنه کے زمانے میں فوج کے جسقدر حصے اور شعبے تھے حسب ذیل هیں :

قلب — سپه سالار اِسي حصے میں رهتا تھا -
مقدمه — قلب کے آگے کچھه فاصلے پر هوتا تھا
میمنه — قلب کے دائیں هاتھه پر رهتا تھا -
میسره — بائیں هاتھه پر -
ساقه — سب سے پیچھے -
طلیعه — گشت کي فوج جو دشمن کي فوجوں کي دیکھه بھال رکھتي تھي -
ردء — جو ساقه سے پیچھے رهتي تھي تا که دشمن عقب سے حمله نه کرسکے -
رائد — جو فوج کے چاره اور پاني کي تلاش کرتي تھي -
رکبان — شتر سوار -
فرسان — سوار -
راجل — پیاده -
رماة — تیر انداز -

هر سپاهي کو جنگ کي ضرورت کي تمام چیزیں اپنے ساتھه رکھني پڑتي تھیں - فتوح البلدان میں لکھا هے که کثیر بن شهاب (حضرت عمر کے ایک فوجي افسر تھے) کي فوج کا هر سپاهي

(۱) فتوح البلدان صفحهٔ ۲۱۵ -

(۲) طبري واقعات سنه ۱۴ هجري صفحه ۲۲۲۶ -

اشیا سے ذیل ضرور اپنے ساتھہ رکھتا تھا - سوئیاں ' سوا ' ڈورا ' قینچی ' سوتالی ' توبڑا ' چھلنی (۱) "

(قلعه شکن آلات)

قلعوں پر حملہ کرنے کے لیے منجنیق کا استعمال اگرچہ خود آنحضرت کے زمانے میں شروع ہوچکا تھا ' چنانچہ سب سے پہلے سنہ ۸ ھ - میں طائف کے محاصرے میں اس سے کام لیا گیا - لیکن حضرت عمر کے زمانے میں اسکو بہت ترقی ہوئی ' اور بڑے بڑے قلعے اس کے ذریعے سے فتح ہوے ' مثلاً سنہ ۱۶ ھ - میں بہر سیر کے محاصرے میں ۲۰ منجنیقیں استعمال کی گئیں - محاصرے میں ایک اور آلہ تھا جسکو دبابہ کہتے تھے - یہ ایک لکڑی کا برج ہوتا تھا ' جسمیں اوپر تلے کئی درجے ہوتے تھے ' اور نیچے پہیے لگے ہوتے تھے - منجنیق اندازوں اور نقب زنوں اور تیر اندازوں کو اس کے اندر بٹھا دیا جاتا تھا - اسکو ریلتے ہوے آگے بڑھاتے چلتے تھے - اس طرح قلعہ کی جڑ میں پہنچ جاتے تھے اور قلعہ کی دیواروں کو آلات کے ذریعے سے توڑ دیتے تھے - بہر سیر کے محاصرہ میں یہ آلہ بھی استعمال کیا گیا تھا -

(سفر میـــنا)

راستہ صاف کرنا ' سڑک بنانا ' پل باندھنا ' یعنی جو کام آجکل سفر مینا کی فوج سے لیا جاتا ہے ' اسکا انتظام بھی نہایت معقول تھا ' اور یہ کام خاص کر مفتوحہ قوموں سے لیا جاتا تھا - عمرو بن العاص نے جب فسطاط فتح کیا تو مقوقس ' والی مصر نے یہ شرط منظور کی کہ فوج اسلام جدھر رخ کرے گی ' سفر مینا کی خدمتوں کو مصری انجام دیں گے (۲) - چنانچہ عمرو بن العاص جب رومیوں کے مقابلے کے لیے اسکندریہ کی طرف بڑھے تو خود مصری منزل بمنزل پل باندھتے ' سڑک بناتے ' اور بازار لگاتے گئے - علامۂ مقریزی نے لکھا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کے سلوک نے تمام ملک کو گرویدہ کرلیا تھا ' اس واسطے قبطی خود بڑی خوشی سے ان خدمتوں کو انجام دیتے تھے -

(خبر رسانی اور جاسوسی)

جاسوسی اور خبر رسانی کا انتظام نہایت خوبی سے کیا گیا تھا اور اسکے لیے قدرتی سامان ہاتھہ آ گئے تھے - شام و عراق میں کثرت سے عرب آباد تھے ' اور ان میں سے ایک گروہ کثیر نے اسلام قبول کرلیا تھا - یہ لوگ چونکہ مدت سے ان ممالک میں رہتے تھے ' اس لیے کوئی واقعہ اُن سے چھپ نہیں سکتا تھا - ان لوگوں کو اجازت تھی کہ اپنا اسلام لوگوں پر ظاہر نہ کریں ' اور چونکہ یہ لوگ ظاہری وضع قطع سے پارسی یا عیسائی معلوم ہوتے تھے ' اسلیے دشمن کی فوجوں میں جہاں چاہتے تھے چلے جاتے تھے - یرموک ' قادسیہ ' تکریت میں انہی جاسوسوں کی بدولت بڑے بڑے کام نکلے - (۳) شام میں ہر شہر کے رئیسوں نے خود اپنی طرف سے اور اپنی خوشی سے جاسوس لگا رکھے تھے ' جو قیصر کی فوجی تیاریوں اور نقل و حرکت کی خبریں پہنچاتے تھے - قاضی ابو یوسف کتاب

(۱) فتوح البلدان صفحہ ۳۱۸ -

(۲) مقریزی صفحۂ ۱۶۳ میں ہے - " فخرج عمرو بالمسلمین و خرج معه جماعة من رؤساء القبط و قد اصلحوا لهم الطرق و اقاموا لهم الجسور و الاسواق "

(۳) تاریخ شام ازدی صفحۂ ۲۴۹ و ۲۴۷۵ - ازدی کی عبارت یہ ہے : لما نزلت الروم منزلهم الذي نزلوا به ' دسسنا اليهم رجالا من اهل البلد كانوا نصارى و حسن اسلامهم و امرناهم ان يدخلوا عسكرهم و يكتموا اسلامهم و ياتوا باخبارهم -

الخراج میں لکھتے ہیں : (۱) " فلما راى اهل الذمة وفاء المسلمين لهم و حسن السيرة فيهم ' صاروا اشداء على عدو المسلمين على اعدائهم ' فبعث اهل كل مدينة ممن جرى الصلح بينهم و بين المسلمين رجالا من قبلهم ' يتجسسون الاخبار عن الروم و عن ملكهم و ما يريدون ان يصنعوا " اردن اور فلسطین کے اضلاع میں یہودیوں کا ایک فرقہ رہتا تھا جو سامرہ کہلاتا تھا - یہ لوگ خاص جاسوسی اور خبر رسانی کے کام کیلیے مقرر کیے گئے ' اور اس کے صلے میں اُن کی مقبوضہ زمینیں اُنکو معافی میں دیدی گئی تھیں (۲) - اِسی طرح جراجمۃ کی قوم اس خدمت پر مامور ہوئی اور اُن کو بھی خراج معاف کردیا گیا -

(پرچه نویسوں کا انتظام)

فوجی انتظام کے سلسلے میں جو چیز سب سے بڑھ کر حیرت انگیز ہے ' یہ ہے کہ باوجودیکہ اس قدر بیشمار فوجیں تھیں اور مختلف ملک ' مختلف قبائل ' مختلف طبائع کے لوگ اِس سلسلے میں داخل تھے ' ساتھہ ہی وہ نہایت دور دراز مقامات تک پھیلی ہوئی تھیں ' جہاں سے دارالخلافۃ تک سیکڑوں ہزاروں کوس کا فاصلہ تھا ' تاہم تمام فوج اِس طرح حضرت عمر کے قبضۂ قدرت میں تھی کہ گویا وہ خود ہر جگہہ فوج کے ساتھہ موجود ہیں - اسکا عام سبب تو حضرت عمر کی سطوت اور اُن کا رعب و داب تھا - لیکن ایک بڑا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر نے ہر فوج کے ساتھہ پرچہ نویس لگا رکھے تھے ' اور فوج کی ایک ایک بات کی اُنکو خبر پہنچتی رہتی تھی - علامۂ طبری ایک ضمنی موقع پر لکھتے ہیں : " و كانت يكون لعمر العيون في كل جيش فكتب الى عمر بما كان في تلك الغزاة ' و بلغه الذي قال عتبة (۳) - " ایک اور موقع پر لکھتے ہیں (۴) " و كان عمر لا يخفى عليه شي في عمله "

اِس انتظام سے حضرت عمر یہ کام لیتے تھے کہ جہاں فوج میں کسی شخص سے کسی قسم کی بد اعتدالی ہو جاتی تھی ' فوراً اسکا تدارک کردیتے تھے ' جس سے اوروں کو بھی عبرت ہو جاتی تھی - ایران کی فتوحات میں عمرو معدیکرب نے ایک دفعہ اپنے افسر کی شان میں گستاخانہ کلمہ کہدیا تھا ' فوراً حضرت عمر کو خبر ہوئی اور اُسی وقت اُنھوں نے عمرو معدیکرب کو تحریر کے ذریعے ایسی چشم نمائی کی کہ پھر اُنکو کبھی ایسی جرأت نہیں ہوئی - اِس قسم کی سیکڑوں مثالیں ہیں جنکا استقصاء نہیں ہو سکتا -

(۱) کتاب مذکور صفحۂ ۸۰ -

(۲) فتوح البلدان صفحہ ۱۵۸ -

(۳) طبری صفحۂ ۲۲۰۸ -

(۴) طبری صفحۂ ۲۵۲۶ -

(اشتـــہار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بہـار

(ایجاد کردہ عالیجناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب)

—○: * :○—

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یہ ایک مجرب اور موثر دوا ہے - خصوصاً ضعف مثانہ اور اُن مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسلہ بعض اوقات خود کشی تک مسلسل ہوتا ہے ' ایک بے خطا اور آزمودہ مرکب ہے - صحت کی حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاے تو اس سے بہتر اور کوئی شے محافظ قوت نہیں ہوسکتی -

قیمت فی شیشی ۲ - روپیہ محصول ڈاک ۲ - آنہ

المشتہر : منیجر دی یونانی مڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی - کلکتہ

اُسوۂ حسنہ

الحسبـــة فـــي الاســـلام

احتسـاب اور اسـلام

تربیت یافتگان عہـد نبوت کا اســـوۂ حسنہ

"احتساب" کے معني یہ هیں کہ انسان نیکي کا محافظ هو' اور بدي کي هر شکل اور هر نمود کو فنا کرنے کا اپنے اندر ایک ان تهک عشق رکهے - وہ سب سے پہلے خود اپنے نفس کا محتسب بنے' پهر اپنے خاندان کا' اپنے مصاحبوں کا' اپنے محلہ کا' اپني قوم کا' اور تمام نوع بشري کا : تکونوا شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدا -

وہ همیشہ دنیا کے هر اعتقاد و عمل کا احتساب کرے' یعني همیشہ نگران رهے کہ نیکي اور راستي کي راہ سے انحراف تو نہیں هو رها ؟

اگر اسے سچائي اور عدالت سے انحراف نظر آے' تو وہ اپنے هاتهہ سے' اپني زبان سے' اپني تمام قوتوں سے اس انحراف کو دور کرنے کي کوشش کرے' کیونکہ وہ خدا کي زمین پر خدا کي سچائي کا محافظ و ذمہ دار هے' اور اسکے وجود کو صرف اسیلیے قائم کیا گیا هے' تاکہ میزان عدل کي نگراني کرے اور بدي کے درخت کو بڑهنے اور پهولنے سے روکے -

جہاد اسلامي اسي احتساب کي ایک اصولي حقیقت هے - امر بالمعروف اور نہي عن المنکر اسي کا نام هے' اور یہي وہ قوۃ معاملہ و مرتبہ هے جو امۃ مسلمہ کے هر فرد کو سپرد کي گئي' اور انکي نسبت فرمایا کہ "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس' تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر!

گذشتہ نمبر میں هم نے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ و سلم کي حیاۃ طیبہ سے چند متفرق واقعات جمع کرکے کوشش کي تهي کہ آپکي زندگي کو ایک "محتسب" زندگي کے لحاظ سے پیش نظر رکهہ سکیں' اور بہ حیثیت سچائي کے ایک محتسب هونے کے جو اسوۂ حسنہ آپنے قائم کیا هے' اسکے بعض اهم جزئیات قوم کے سامنے واضح هوسکیں - اسي سلسلے میں آج صحابۂ کرام اور تربیت یافتگان آغوش نبوۃ کي زندگي پر ایک سر سري نظر ڈالنا چاهتے هیں' تاکہ مومنوں اولوں کا نمونہ بهي اس بارے میں واضح هوجاے - یہ میدان نہایت وسیع هے - هم سر دست خلافۃ راشدہ کي ترتیب تاریخي کو اختیار کرینگے' اور سب سے پہلے حضرۃ ابوبکر و عمر رضي اللہ عنہما سے سلسلہ شروع کرینگے -

(اسوۂ صدیقي بہ حیثیت محتسب)

حضرت ابوبکر صدیق کي ذات در حقیقت آنحضرت کے اسوۂ حسنہ کا ایک مکمل پرتو هے - فطرۃ صالحہ نے جاهلیت هي کے زمانے سے اونکے دل میں فرض احتساب کے ادا کرنے کا احساس پیدا کردیا تها - اسلام نے ان چهپے هوے شراروں کو چمکا دیا' اور وہ مسلمان هونے کے ساتهہ هي محتسب اعظم بن گئے -

(تزکیۂ نفس)

اونکو تزکیۂ نفس کا (جو احتساب کي پہلي شرط هے) اس قدر خیال تها کہ اونکے غلام نے ایک بار اونکو کچهہ مال لاکر دیا - اوسکو حضرت ابوبکر نے اپني وجہ معاش میں صرف کردیا' غلام نے کہا "کیا آپ کو معلوم هے کہ یہ کیسا مال تها ؟" اونہوں نے کہا "مجهے کچهہ خبر نہیں" اوس نے کہا "میں جاهلیۃ کے زمانے میں عرب کے کاهنوں کي طرح مکر و فریب سے غیب کي باتیں بتایا کرتا تها - آج ایک شخص نے اوسیکا معاوضہ دیا' اور آپ نے اپني وجہ معاش میں خرچ کردیا" حضرت ابوبکر رضي اللہ عنہ نے اسي مال کي معاش سے کچهہ غذا اُس وقت کهائي تهي' جوش میں آکر اپني انگلیاں حلق میں ڈالدیں' اور جو کچهہ کهایا تها' قے کرکے نکال دیا! (بخاري جزء ۲)

(اصـــلاح خانـــدان)

شرائط احتساب میں اپنے نفس کي اصلاح کے بعد اصلاح خاندان کا مرحلہ پیش آتا هے - حضرت ابو بکر همیشہ اس فرض کے ادا کرنے میں سرگرم رهتے تهے - حضرت عائشہ فرماتي هیں : "میں نے جب سے هوش سنبهالا هے' اپنے گهر کو مسلمان هي پایا" یہ حضرت ابوبکر کي اسي هدایت اور ارشاد احتساب کي برکت تهي' ورنہ اُس وقت صدها خاندان تهے جنکا کوئي ایک شخص تو مسلمان هوگیا تها لیکن تمام گهرانا بدستور کفر میں مبتلا تها - حضرت عائشہ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے نکاح میں آ چکي تهیں' اور اب اونکو حضرت ابوبکر رضي اللہ عنہ کي هدایت و ارشاد کي ضرورت نہ تهي' تاهم جب کبهي اون سے کوئي لغزش هوجاتي تو نہایت سختي کے ساتهہ تنبیہ کرتے تهے -

حضرت عائشہ آنحضـرت کے ساتهہ کسي سفر میں تهیں - اونکا هار گم هوگیا - آنحضرت اور صحابہ اوسکي تلاش کیلیے رک گئے - اتفاق سے اس جگہ پاني کا کوئي سامان نہ تها - صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے شکایت کي - وہ آے تو دیکها کہ آنحضرت حضرت عائشہ کے زانو پر سر رکهکر سو رهے هیں - لیکن پهر بهي اُنسے ضبط نہ هوسکا اور حضرت عائشہ کو سخت ملامت کي کہ "تونے اپنے هار کیلیے تمام لوگونکو اسقدر پریشان کیا" چنانچہ اسي موقع پر آیت تیمم نازل هوئي تهي اور تمام صحابہ پکار اوٹهے تهے :

مـا هـي باول برکتکـــم یا ال ابي بکـــر (۱) یعني اے خاندان ابوبکر! تمهاري صرف یہ پہلي هي برکت نہیں هے کہ حکم تیمم کے نزول کا باعث هوے' اس سے پہلے بهي تمهارا وجود برکتوں کا سر چشمہ رهچکا هے'

(احـــتساب ملت)

قوم کي هدایت و ارشاد کیلیے اونہوں نے ایسے نازک موقع پر فرض احتساب ادا کیا کہ خود حضرت عمر جیسے ضابط اور مستقل شخص کے هوش و حواس بهي پراگندہ هوگئے تهے - آنحضرت کے انتقال کے وقت اسلام ایک سخت مصیبت میں مبتلا هوگیا تها - چهپے هوے دشمنوں کے مخفي جذبات میں جنبش پیدا هوگئي تهي' اور اگر ضبط و استقلال کے ساتهہ ارکان اسلام کو قائم نہ کر دکهایا جاتا' تو دشمنان حق اس مہلت کو اپنے دیرینہ حوصلوں کي شکارگاہ بنا لیتے - لیکن اس اهم فرض کي طرف کسي کو توجہ نہ تهي' اور محبوب رب العالمین کے فراق نے تمام صحابہ کو سرگردان و حیران بنا دیا تها - ایسي حـالت میں حضرت ابو بکر صـدیق هي کا دمـاغ تها جو سکون کي حالت میں تها - محبت اور جذبۂ عقیدت کا اظہار تو

(۱) صحیح بخاري جزو - ۷۰۱

اونہوں نے انحضرت کے جسد اطہر کو چوم کر کردیا تھا ' لیکن اسلام کی حفاظت اس سے بھی زیادہ مقدم تھی - چنانچہ ابھی آپ دفن بھی نہیں ہوے تھے کہ وہ صحابہ کے مجمع میں تشریف لاے ' دیکھا کہ حضرت عمر بے حد پریشانی کی حالت میں صحابہ سے کچھہ خطاب کر رہے تھے - انہوں نے روکا ' وہ باز نہیں آے - پھر روکا ' مگر پھر انہوں نے توجہ نہ دی - اب مجبور ہوکر خود ایک خطبہ دیا ' جس نے تمام صحابہ کو انکے آگے ہمہ تن گوش بنا دیا :

اما بعد فمن كان منكم يعبد محمدا صلى الله عليه وسلم فان محمدا صلى الله عليه وسلم قد مات - ومن كان يعبد الله فـــان الله حي لا يموت - قال الله تعالى وما محمـــد الا رسول (۱)

جو لوگ تم میں سے محمد کو پوجتے تھے تو انھیں معلوم ہو کہ اب محمد (صلی الله علیه و سلم) کے وصال کے ساتھہ انکے اسلام کا بھی خاتمہ ہوچکا ' لیکن جو لوگ خدا کے پوجنے والے تھے ' انکو یقین کرنا چاهیے کہ انکا خدا اب تک زندہ ہے ' اور کبھی نہ مریگا - خدا خود کہتا ہے کہ محمد تو صرف ایک پیغمبر ہیں ' جیسا کہ انکے پہلے پیغمبر آے اور اپنا فرض نبوت ادا کرکے دنیا سے چلے گئے -

صحابہ کہتے ہیں کہ " اس خطبہ کے بعد لوگونکو ایسا محسوس ہوا گویا یہ آیت بالکل نئی ہے جو کبھی نازل ہی نہیں ہوئی تھی " انکی زبان سے وہ کچھہ اسطرح بروقت ادا ہوئی کہ ہر شخص کے دل میں اتر گئی اور ہر زبان نے اسکو بار بار دہرایا !

غالباً اسی ضبط و استقلال کا اثر تھا کہ حضرت عمر رضی الله عنه نے سقیفہ بنی ساعدہ میں آنہی کی بیعت کیلیے سب سے پہلے ہاتھہ بڑھایا -

خلافت کے بعد احتساب کا ایک نہایت نازک موقع اور پیش آیا ' یعنی ایک گروہ نے زکواۃ روک دی - حضرت ابوبکر نے اُن سے جہاد کرنا چاہا - حضرت عمر رضی الله عنه نے اس سے اختلاف کیا اور کہا : " کلمہ گویوں کے ساتھہ کیونکر جہاد کیا جا سکتا ہے ؟ " لیکن حضرت ابوبکر نے صاف کہدیا : " جو لوگ نماز اور زکواۃ میں ذرہ برابر بھی تفریق کرینگے ' اور ایک بکری کا بچہ بھی روک لینگے ' میں اُن سے مقاتلہ کرونگا " چنانچہ حضرت عمر رضی الله عنه کو بھی بعد میں اُن کی اصابت راے کو تسلیم کرنا پڑا (۲)

ان اہم مواقع کے عــلاوہ احتساب کے اور بھی جزئی موقع عہد نبوت میں پیش آے ' اور اُنہوں نے اس فرض کو ادا کیا - صحابہ کرام کے پیغمبرانہ اعمال کا میدان اسقدر وسیع ہے کہ تمام واقعات کو جمع کرنا ممکن نہیں - عید کے دن کچھہ عورتیں حضرت عائشہ کے گھر میں گا رہی تھیں - حضرت ابوبکر آے اور اُنکو ڈانٹا ' لیکن آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے اُنکو گانے کی اجازت دیدی (۳)

ایک مرتبہ ایک عورت کے پاس سے گذرے - دیکھا کہ وہ بالکل خاموش ہے - لوگوں سے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ اُس نے عرب کے قدیم طریق رہبانیت پر " خاموش حج " کیا ہے - اُنہوں نے اُس سے کہا : " یہ جائز نہیں ' یہ زمانہ جاهلیت کا دستور تھا - "

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اس فرض کے ادا کرنے پر اُنکو اسلام کی قوت یا خلافت کی سطوت نے اس قدر دلیر کر دیا تھا ' بلکہ یہ قوت خلافت سے پہلے بھی ہمیشہ اسی طرح اپنا عمل انجام دیتی رہی - ابتداے اسلام میں جب اسلام کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا ' اُسوقت بھی اُنہوں نے اسی دلیری کے ساتھہ اس فرض کو ادا کیا - ایک مرتبہ آنحضرت نماز پڑھ رہے تھے ' عقبہ بن معیط نامی ایک شقی آیا اور آپکی اس مقدس گردن کو پکڑ کے زور سے دبایا جسکے اندر سے تمام کائنات ارضی کی سعادت کی صدائیں نکلتی تھیں - حضرت ابوبکر فوراً لپکے اور ہاتھہ پکڑ کے اُسکو دور پھینکا اور کہا " آہ ' تم ایک شخص کو صرف اس بنا پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب صرف خدا ہے ؟ " (۱)

(اسوۂ احتساب فاروقی)

حضرت عمر رضی الله عنه جب اسلام لاے تھے تو اونکے ہاتھہ میں تلوار تھی - اسلام لانے کے بعد بھی وہ تلوار اونکے ہاتھہ میں ہر جگہ نظر آتی ہے -

ہم حدیثوں میں قدم قدم پر پڑھتے ہیں کہ جب کسی نے شان اسلام کے خلاف کوئی بات کی ' حضرت عمر رض نے فوراً تلوار اٹھا لی - حاطب بن بلتعہ نے مدینہ سے اهل مکہ کو ایک خط لکھا ' جس کے ذریعہ ان کو مسلمانوں کے مخفی حالات معلوم ہو گئے - حضرت عمر رض نے فوراً تلوار سنبھال لی اور آنحضرت سے عرض کیا : " اجازت دیجیے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں " (۲)

ایک غزوہ میں عبد الله ابن ابی نے کہ منافقوں کا لیڈر تھا ' کہا : " مدینہ چل کر محمد کو نکال دیا جائیگا " حضرت عمر نے فوراً آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست کی : " حکم دیجیے کہ اس منافق کا فیصلہ کردوں " لیکن رحمۃ للعالمـین نے دونوں موقعوں پر اونکو روک دیا (۳)

احتساب کیلیے نرمی و ملاطفت کے ساتھہ بہت زیادہ دلیری ' آزادی ' اور جرأت کی ضرورت ہوتی ہے - حضرت عمر میں احتساب کی بھی آخر الذکر شان زیادہ نمـــایاں نظر آتی ہے جسکے بغیر کوئی انسان سچائی کا محتسب نہیں ہوسکتا - اسیران بدر اور صلح حدیبیہ کے واقعہ میں اونہوں نے خود آنحضرت صلی الله علیه و سلم کے طرز عمل سے جس طرح اختلاف کرنے کی جرأت کی ' اسکا حال ہر اوس شخص کو معلوم ہے جس نے صحاح کا مطالعہ کیا ہے - جب آنحضرۃ نے عبدالله بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنی چاہی تو دیکھو کہ اونہوں نے بے اختیار دامن پکڑ کے روک لیا (۴)

تمام صحابہ کو کم و بیش احتساب کے ادا کرنے کا خیال تھا ' لیکن کسی کی یہ جرأت نہ تھی کہ آنحضرۃ کی بیویوں کے معاملے میں بھی روک ٹوک کرتا - اس معاملہ میں صرف حضرت عمر تمام صحابہ کے اندر ممتاز نظر آتے ہیں - حضرت سودہ کو باہر نکلنے پر اونہی نے ٹوکا تھا - (۵) اور خود آیت حجاب نے بھی اونکی تائید کی - یہاں تک کہ خود حضرت ام سلمہ کو ایک بار شکایت کرنی پڑی کہ " اے عمر ! اب تم اسقدر بڑہ چلے ہو کہ ازواج مطہرات اور خود آنحضرت کے معاملے میں بھی دخل دینے لگے ؟ " (۶)

حضرت ابوبکر رضی الله عنه تمام صحابہ میں مستحق ادب خیال کیے جاتے تھے ' لیکن ایک موقع پر جب خود اونکی بہن نے جوش غم میں حد شریعت سے تجاوز کرکے نوحہ کیا ' تو حضرت عمر رض نے اونکو گھر سے نکلوا دیا - (۷)

---

(۱) بخاری جزء ۲ - ص - ۷۲ کتاب الجنائز -
(۲) بخاری جزء ۱۵۹۲ -
(۳) بخاری جزء ۲ - ص - ۱۲ کتاب العیدین -

---

(۱) بخاری جزء ۹ - ص - ۱۰ -
(۲) بخاری جزء ۵ ص - ۷۸
(۳) بخاری جزء ۹ ص - ۱۴۵
(۴) بخاری جزء ۱ ص - ۹۷
(۵) بخاری جزء ۸ ص - ۵۴
(۶) بخاری جزء ۶ ص - ۱۵۷
(۷) بخاری جزء ۹ ص - ۸۲ -

حقیقت یہ ہے کہ آزادی صداقت اور دلیری حق ادب کے منافی نہیں ' ورنہ خود حضرت عمر سے زیادہ آنحضرت کا ادب کون کرسکتا تھا؟ اپنی ذات کے علاوہ جب کبھی کسی دوسرے سے کوئی حرکت صادر ہوجاتی جو آنحضرت کے ادب کے ذرا بھی منافی ہوتی' تو وہ اسکی برداشت کی طاقت نہیں رکھتے تھے - آنحضرت کی خدمت میں چند عورتیں نہایت اونچی آواز کے ساتھ گفتگو کررہی تھیں' اتفاق سے حضرت عمر آگئے تو سب کی سب کے سب بھاگتا اُوٹھ کے بھاگ گئیں کہ اس جرأت پر کہیں انکی تلوار احتساب کو حرکت نہو جائے - آنہوں نے کہا: "اے اپنی جان کی دشمنو! رسول اللہ سے زیادہ مجھہ سے ڈرتی ہو؟ " (۱)

حضرت عمر کے کارنامہ احتساب میں سب سے زیادہ نمایاں وہ واقعات ہیں ' جہاں انہوں نے صحابہ کو کثرت روایت حدیث سے روکا ہے - حدیث کی روایت جس قدر ضروری ہے ' اسی قدر مشکل بھی ہے - صحابہ کے زمانہ میں اگرچہ کذب فی الروایۃ کا (یعنے عمداً غلط اور جھوٹ روایت کرنے کا) احتمال نہ تھا - تاہم غلطیوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا ' اور بعض موقعوں پر غلطیاں پیدا بھی ہوئیں - چنانچہ اسکے متعلق حضرت عائشہ' حضرت ابن عمر ' حضرت ابو ہریرہ' اور حضرت عبد اللہ بن عباس کی تنقیدی روایات کو پیش نظر رکھنا چاھیے - پس اسی بنا پر حضرت عمر روایت حدیث کی غیر محتاط کثرت پر نہایت سخت گیری کرتے تھے - حضرت ابوھریرہ نے جب کثرت سے روایتیں کیں ' تو اونہوں نے صاف صاف کہدیا - " اب اگر تم نے احتیاط نہ کی تو کوڑوں سے پٹوا کر نکلوا دونگا " (۲)

ایک بار حضرت ابو موسی اشعری نے اونکو تین بار سلام کیا ' وہ مصروف تھے جواب نہیں دیا - وہ واپس چلے گئے - فارغ ہوے تو بلا کر واپس جانے کی وجہ پوچھی - اونہوں نے کہا : " آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تین بار اجازت طلب کرنے پر اگر اجازت نہ ملے تو واپس جاو" حضرت عمر نے کہا : "اس حدیث کی صحت پر گواہ لاو" چنانچہ حضرت ابو سعید خدری نے شہادت دی' تو اونکا دامن چھوڑا (۳)

دو عورتوں میں زد و کوب ہوئی - ایک حاملہ تھی - اوسکا حمل ساقط ہوگیا - حضرت عمر کے سامنے مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے صحابہ سے دریافت فرمایا : " کسی نے آنحضرت سے اسکے متعلق کوئی حدیث سنی ہے ؟ " مغیرہ نے کہا : " ہاں ' آنحضرت نے اوسکی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی دلوائی ہے " لیکن اونہوں نے تسلیم نہ کیا اور اس حدیث پر شہادت طلب کی ' چنانچہ جب محمد بن مسلم نے گواہی دی تو اسکے مطابق فیصلہ کیا (۴)

اونہوں نے اس معاملہ میں اس قدر سخت گیری کی کہ بعض موقعوں پر صحابہ چیخ اوٹھے : لا تکن عذابا علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (۵) یعنے اے عمر! اصحاب رسول کیلیے تم عذاب نہ ہوجاو!

حضرت عمر کی نگاہ اگرچہ ہمیشہ اسی قسم کے جلائل امور پر پڑتی تھی ' تاہم وہ جزئیات احتساب سے بھی بے پروا نہ تھے - جب ایک عورت شریک جنازہ ہوئی تو انہوں نے اسکو ڈانٹا کہ تمہاری شرکت کا حکم شرعی موجود نہیں ' لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اجازت دیدی (۱)

ایک بار طائف کے دو آدمیوں نے مسجد نبوی میں شور و غل کیا - حضرت عمر نے انکو بلوا کر کہا : " اگر تم مسافر نہ ہوتے تو میں تمکو سزا دیتا تم مسجد نبوی کے اندر شور کررہے ہو؟ " (۲)

ایک بار حضرۃ ابن زبیر کے بدن پر حریر کا کپڑا دیکھا تو اسکو پھاڑ دیا - انکے باپ زبیر نے کہا " تم نے بچے کو دل شکستہ کردیا" فرمایا " بچوں کو حریر نہ پہناؤ" یعنے بچپن سے آنہیں عیش و راحت جسم کا عادی نہ کرو - اسلام ہر مسلمان کو سپاہی کی طرح سادہ وضع اور محنت پسند دیکھنا چاہتا ہے - (۳)

رویشد ثقفی ایک شخص تھا جس نے شراب کی دکان کھولی تھی - حضرت عمر نے دکان میں آگ لگوادی اور فرمایا : " تو فویسق ہے نہ کہ رویشد " حضرت علی علیہ السلام نے بھی ایک گاؤں کو جلوادیا تھا جس میں شراب کی تجارت ہوتی تھی (۴)

حضرت عمر (ض) نے ایک آدمی کو دیکھا کہ دودھ میں پانی ملا کر بیچ رہا ہے - اس سے چھینکر دودھ کو زمین پر گرا دیا (۵)

انبیاے سابقین کی جو محرف اور ناقابل وثوق کتابیں عرب میں پھیلی ہوئی تھیں جن سے اسلام میں بھی اختلاط مذہبی پیدا ہوجانے کا خوف تھا ' حضرت عمر نے اُن سب کو جلا دیا -

اے کاش اسرائیلیات کا تمام ذخیرہ نابود ہوجاتا -

سعد بن ابی وقاص نے امیرانہ ٹھاٹ کے ساتھہ ایک محل بنایا اور بادشاہوں کی طرح پردے میں رہنے لگے ' حضرت عمر کو خبر ہوئی تو اوس محل کو جلوا دیا - یہ شدت تھی جو اسلامی احتساب کے نمونوں نے ہمارے سامنے پیش کی ہے - یہ امارت اور سلطانی کے بڑے بڑے محل ہی ہیں جنکے اندر انسانیۃ کی بربادی کی تمام خباثتیں پلیں' اور یہی محل ہیں جنہوں نے خلفاء اسلام کی کچی دیواروں کی جگہ بنکر' اسلام کی اصلی طاقت کو پاش پاش کردیا !

اس قسم کے سیکڑوں واقعات ہیں جنکی تفصیل اس مختصر مضمون میں نہیں کی جاسکتی -

(ایک دقیــق نکتہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف : النہی عن المنکر کا یہ طریقہ بتایا ہے :

من رای منکم منکر فلیغیرہ بیــدہ فان لــم یستطــع فبلسانہ ' فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان (مسلم جلد - ۱ ص - ۳۸ کتاب الایمان)

تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو چاھیے کہ اوسکو اپنے ھاتھہ سے بدلدے' لیکن اگر اس پر قادر نہو تو زبان سے روکے' اگر اس پر بھی قادر نہو تو کم ازکم دل ھی سے برا سمجھے' مگر یہ آخری صورت ادنی درجہ کا ایمان ہے -

یہ حدیث احتسابُ مختلف درجوں کی اس قدر جامع ہے کہ ایک صاحب اقتدار بادشاہ سے لیکر ایک اپاھج فقیر تک اسکے اندر اپنا حکم اور طریقہ پا لے سکتا ہے ' لیکن اسکے علاوہ احتساب کا ایک اور طریقہ بھی ہے جس پر ہر شخص عمل نہیں کرسکتا - احتساب کا ہر طریقہ ھاتھہ ' زبان ' یا کم از کم دل کی قوت کا محتاج

(۱) بخاری جزء - ۸ ص - ۲۳
(۲) تذکرۃ الحفاظ جلد اول تذکرہ عمر فاروق -
(۳) بخاری جزء ۸ - ص - ۵۴ -
(۴) بخاری جزء - ۹ ص - ۱۱
(۵) ابو داود جلد - ۲ ص - ۳۴۹

(۱) سنن ابن ماجہ - ص - ۲۷۱
(۲) بخاری جزء ۱ - ص - ۹۷
(۳) الحسبۃ فی الاسلام لحجۃ الاسلام ابن تیمیہ - ص - ۴۴
(۴) الحسبۃ فی الاسلام - ص - ۴۳
(۵) الحسبۃ فی الاسلام - ص - ۴۳

هوتا هے ' ليکن اس طريقه ميں جس قوت کي ضرورت هوتي هے ' وه ايک لدني جوهر مقدس هے جو هر شخص ميں پيدا نہيں هوسکتا-

ايمان بالله ' انقطاع علائق ماسوى الله ' تقوى ' طهارت ' زهد و عبادت ' اور فضائل و اخلاق کي عملي زندگي سے انسان ميں ايک خاص کيفيت الايه و راسخه پيدا هوجاتي هے ' جسکو شريعت کي زبان ميں روحانيت ' اور علم النفس کي اصطلاح ميں نفوذ کہتے هيں - جن لوگوں ميں يه روحانيت پيدا هوجاتي هے وه اپنے وجود کے اندر طاقت و سلطاني کي ايک ايسي نافذانه قوة پاليتے هيں ' جو تلوار کي دهار اور آگ کي لپٹ سے زياده مخلوقات پر اثر رکهتي هے - پس اس قوت کے حصول کے بعد وه انسانوں کے سامنے آتے هيں تو نيکي کا ايک فرشته نماياں هو جاتا هے - انکے حضور ميں کبهي برائي سر نہيں اُٹها سکتي ' اور کوئي انسان گناه نہيں کر سکتا - جو لوگ انکي صحبت ميں رهتے هيں ' آنپر انکي يه قوة روحاني از سرتاپا چهاجاتي هے ' اور بسا اوقات اسطرح خير مجسم بنا ديتي هے که گناه کي هوس هي معدوم هوجاتي هے-

صلحاء امت ميں يه قوة اعتقاد راسخ اور اعمال صالحه سے پيدا هوتي هے ' اور اسکي ايک خاص حد هے - ليکن حضرات انبياء کرام عليهم السلام کے ظهور کا مقصد چونکه اصلاح نفوس هوتا هے " اسليے الله تعالى انکي فطرة کے اندر هي اس قوة کو اس انتهائي حد تک وديعت کرديتا هے جو انسانية کبرى کا درجۂ قصوى هے ' اور جو صرف انبياء هي کيليے مخصوص هے -

وه جب دنيا ميں آتے هيں تو بغير کسب و اخذ کے اس قوة الهي کا اعلى ترين سرچشمه هوتے هيں ' اور انکے سلطان نفوذ و احاطۂ کلي کے آگے بدي کي تمام طاقتيں فنا هوجاتي هيں - انکے پاس لوهے کے آلات اور خون ريزى کے اسلحه ميں سے کچهه نہيں هوتا ' ليکن يهي قوة الاهيه هوتي هے جو انکو از سرتاپا ايک شمشير الهي بنا ديتي هے اور انکا وجود ' انکي نقل و حرکت ' انکي کردار و رفتار ' انکا کهانا پينا ' رهنا سهنا ' غرضکه زندگي اور وجود کي ايک ايک حرکت اور ايک ايک ادا کا الله محافظ هوتا هے ' اور انکے اندر نيکي کي نافذانه و عاملانه قوة کي بجلياں بهر ديتا هے -

انبياء کرام کے ظهور کا مقصد سعادت انساني اور سلام ارضي هے ' اسليے انکو نبوت کي جسقدر طاقتيں بخشي جاتي هيں ' وه انکے کام اور کام کي وسعت کے مطابق هوتي هيں - سپه سالار فوج کو جتني بڑي فوج سے لڑنا هوتا هے ' اسي کے مطابق اُسکو فوجي سرو سامان بهي ديا جاتا هے ' اور اسي کے مطابق اسکے سپاهيوں کي تعداد اور طاقت بهي هوتي هے - اسلام سے پہلے جسقدر انبياء کرام عليهم السلام آے ' انکا جهاد صرف محدود ملکوں اور قوموں کي گمراهيوں کے مقابلے ميں تها - لهذا انکا سامان جنگ بهي انکے کام کے مطابق تها - ليکن اسلام کا ظهور تمام کرۂ ارضي کي ضلالت کو نابود کرنے کيليے تها ' اور تمام نوع بشري کي اصلاح اسکے سامنے تهي - [illegible] پيغمبر بهي تمام پچهلي قوتوں سے زياده قوة ليکر آيا ' اور تمام پچهلي فوجوں اور فوجي سروسامان سے زياده وسيع و عظيم اسکي فوج اور اُسکا سامان جنگ تها -

يهي وجه هے که پيغمبرانه طاقتوں ميں سے هر طاقت ' پيغمبر اسلام کو زياده ملي ' اور يهي وجه هے که اور تمام پيغمبروں کي طيار کرده جماعت سے کہيں زياده طاقتور جماعت اس نے طيار کي - اعمال نبوت ميں سب سے بڑي طاقت يهي قوة نفوذ و تربيت هے ' اسي قوة سے وه دنيا کي تمام شيطاني قوتوں کو نابود کرديتے هيں - پس اسلام کے پاس اس قوة کا خزانه بهي سب سے زياده وسيع تها ' اور اس نے صحابه کرام کي جو جماعت اس قوة سے طيار کي تهي ' وه تمام پچهلي خلفاء نبوت جماعتوں سے بڑهکر اس قوة روحاني کو اپنے اندر رکهتي تهي -

عهد نبوة کي تاريخ همیں اور کچهه نہيں بتلاتي ' صرف اسي قوة الهي کي ايک روحاني سرگذشت هے - صحابه کو جس چيز نے احتساب حق کي پيغمبرانه قوتوں سے معمور کرديا تها ' وه اسي قوت کي تربيت تهي ' اور صحابه کي زندگي ميں احتساب حق کا جو عملي نمونه نظر آتا هے اور جو انکي زندگي کي ايک ايک ادا کے اندر جلوه افگن هے ' وه اسي قوة معلمه و مربيه کي متعلمه و تربيت يافته تصوير تهي -

حضرت حنظله تميمي فرماتے هيں : " هم لوگ آنحضرت کي خدمت ميں تهے که آپ نے جنت و دوزخ کا ذکر اس موثر طريقه سے کيا که هم نے اُنکو اپني آنکهوں سے ديکهه ليا ' ليکن ميں خدمت مبارک سے اُٹهکر بال بچوں ميں آيا اور اُنکے ساتهه چهل اور هنسي مذاق کرنے ميں مصروف هو گيا ' تو وه اثر زائل هوگيا جو آپ کے فيض صحبت نے پيدا کرديا تها - پهر مجهکو وه تذکرے ياد آے تو ميں فوراً اُٹها اور حضرت ابو بکر سے مل کر کہا که ميں منافق هو گيا هوں - آنحضرة کي خدمت ميں جو ذوق و شوق مجهپر طاري هو گيا تها ' وه گهر پهنچکر باقي نه رها - حضرت ابوبکر رضي الله عنه نے فرمايا : يه کوئي گهبرانے کي بات نہيں هے آخر هم بهي تو ايسا هي کرتے هيں"

ليکن حضرت حنظله کو اُنکے اس جواب سے تسکين نہيں هوئي - اونهوں نے براه راست آنحضرت سے اسکا ذکر کيا - آپ نے فرمايا : " تم لوگوں کي جو حالت ميرے پاس هوتي هے ' اگر يه قائم ره جاتي تو تم سے فرشتے راستوں ميں مصافحه کرتے " (سنن ابن ماجه صفحه ٧٧٥)

روحانيت کي اس قوة کي اصلي پہچان يه هے که يه انسان کے اندر ايک عامل و نافذ طاقت پيدا کرديتي هے ' اور اسليے اسکا وجود جسطرح انسانوں کو نيک بنا دينے کيليے ٹهہر ليتا هے ' دوسرے انسانوں سے نہيں هو سکتا - وه وعظ کرسکتے هيں ' هدايت کرسکتے هيں ' نيکي کي خوبياں بتا سکتے هيں ' مگر اپني جلال و سلطاني حق سے چهاکر اُنے نيک نہيں بنا ديسکتے - صحابه کرام ميں اس قوة حق کے کرشمے همیں هر جگه نظر آتے هيں - ليکن خاص طور پر حضرت علي ' حضرة عمر ' اور حضرة ابوبکر (رضي الله عنهم) اس قوة کا مظهر تهے - حضرت ابوبکر صديق نے جب سب سے پہلے تنہا هجرت کرني چاهي ' تو [illegible] قوة کا اعتراف تها جسکي بنا پر ابن دغنه نے آپ کو جانے سے [illegible] :

"مثلک يا ابا بکر لا تخرج	اے ابوبکر ! تم جيسا شخص نه هجرت
ولا [illegible] رج انک تکسب	کرسکتا هے ' اور نه هجرت کرنے پر اُسکو
المعدوم و تصل الرحم	مجبور کيا جا سکتا هے - تم مفلسوں [illegible]
وتحمل الکل و تقرى	مال ديتے هو ' [illegible]
الضيف و تعين على [illegible]	[illegible] قوم [illegible] اپنے
[illegible] دق فانا لک [illegible]	[illegible] ديتے هو [illegible] ضيافت کرتے
[illegible] ح واعبد ربک	هو ' [illegible] بيلے کي
(بخارى جزو ٥)	[illegible] مدد کرتے هو ' تم ميرے پڑوسي هو ' [illegible] اپنے شهر ميں خدا کي عبادت کرو -

چنانچه کفار قريش نے بهي ابن دغنه کي سفارش سے اندر [illegible] کے اندر عبادت کرنے اور قرآن پڑهنے کي اجازت ديدي اور اسطرح کفار باوجود انتهاء شقاوت و مخالفت کے خود انکو هجرت سے روکنے لگے !

آنهوں نے شوق عبادت ميں گهر کے اندر ايک مسجد [illegible] اور عبادت و قرأت ميں مصروف هوگئے ' ليکن جب وه قرآن پڑهتے تهے تو اُن پر سخت خشيت و رقت طاري هوجاتي تهي '

اور اسکا روحاني اثر کفار کے بال بچوں پر پڑتا تھا ' وہ سب پروانہ وار اِس شمع ھدایت پر ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے - یہ حال دیکھکر کفارکو خوف ھوا کہ ھمارے بال بچے کہیں مسلمان نہ ھوجائیں - چنانچہ کفار نے ابن دغنہ کو ارنکا اپنا قول و قرار یاد دلایا - لیکن حضرت ابوبکر نے فرمایا : " اب میں تمھاری ھمسائیگی سے خداکي ھمسائیگي مین جاتا ھوں " خدا نے بھي اُنکي یہ آرزو بہت جلد پوري کردي اور چند ھی دنوں کے بعد ھجرت نبوي کا واقعہ پیش آ گیا -

حضرت عمر رضي الله عنہ کي قوۃ احتساب اور روحاني اثر کا تو خود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تصدیق فرمائي - جب چند عورتوں نے آنحضرت کے سامنے ذرا بیباکي سے گفتگو کي ' اور آنحضرت کے رفق و ملاطفت نے بھي اُسکو گوارا کرلیا ' تو یہ حضرت عمر ھي کي ھیبت تھي جس نے اُنکو پردے کي آڑ میں بھگا دیا تھا ' اور اُس موقع پر نبوت کي زبان نے حضرۃ عمر کي اس روحاني قوۃ احتساب کا اعلان کیا تھا :

ما لقیک الشیطان سالکا فی	ھمیشہ شیطان تمھاري راہ سے
قط الا سالک فی غیرہ	بچ کے چلے گا -

(بخاري جزو ۵)

(ایک متفرق نظر)

خلافت کے فرائض نے اگرچہ حضرت ابوبکر (رض) و حضرت عمر (رض) کے دائرۂ احتساب کو نہایت وسیع کر دیا ھے ' تاھم صحابہ کا زمانہ خیر القرون تھا ' اسلیے صحابہ کا ھر فرد سرگرم احتساب رھتا تھا - یہاں تک کہ معمولي سے معمولي چیزوں پر بھي روک ٹوک کي جاتي تھي -

اسلام نے دنیا کي مدنیۂ صالحہ کو جو ترقي دي ھے ' اوسکا اثر ایک ایک جزئیات میں نظر آتا ھے - کھانے پینے اوٹھنے بیٹھنے ' ملنے جلنے ' غرض ھر چیز میں عرب کي حالت قابل اصلاح تھي ' اور اسلام نے اوسکي اصلاح کي - منجملہ اون تمام اصلاحوں کے ایک جزئي اصلاح یہ بھي تھي کہ کھانے پینے کي حالت میں حرص و طمع کا اظہار نہ ھونے پاے - اسي بنا پر آنحضرت نے ایک ساتھ دو دو کھجوروں کے کھانے کي ممانعت فرمادي تھي ' کیونکہ اس سے حرص و طمع کا اظہار ھوتا تھا - احادیث کي اصطلاح میں اوسکو " قران " کہتے ھیں -

ایک مرتبہ قحط کا زمانہ تھا ' حضرت ابن زبیر لوگوں کو کھجوریں تقسیم کردیا کرتے تھے ' لوگ شدت گرسنگي میں کھاتے تھے ' تو تہذیب اور ارشاد نبوي کا لحاظ نہیں رکھتے تھے - لیکن جب حضرت عبد اللہ ابن عمر اودھر سے گذرتے تو لوگوں کو ٹوکتے : " آنحضرت نے قران سے منع فرمایا ھے ' البتہ اپنے دوسرے شریک طعام سے اجازت لیکر ایسا کیا جاسکتا ھے " (بخاري جزء ۳)

ایک مرتبہ حضرت ابن عمر نے ابو ایوب انصاري کو دعوت دي ' وہ آے تو دیوار پر ایک منقش و مصور پردہ لگا ھوا تھا - حضرت ابن عمر نے معذرت کي کہ " عورتوں نے ایسا کیا ھے " لیکن اونھوں نے دعوت کو رد کردیا اور اوٹھکر چلے آے -

فرض احتساب کا دائرہ صحابہ ھي تک محدود نہ تھا بلکہ جو لوگ اونکي صحبت سے مستفید ھوتے تھے ' وہ بھي نہایت آزادي کے ساتھ اس فرض کو ادا کرتے تھے ' اور خود صحابہ کو ٹوکتے تھے - ایک مرتبہ حضرت ابو ھرزہ سلمي گھوڑے پر سوار ھوکر آے اور اوترکر نماز پڑھنے لگے ' گھوڑا بھاگا ' اونھوں نے نماز چھوڑ کر اوسکا تعاقب کیا اور پکڑ لاے ' پھر نماز پوري کي - ایک شخص نے دیکھا تو کہا : " اس بڈھے کي اس جرأت کو دیکھیے کہ گھوڑے کے پکڑنے کیلیے نماز چھوڑ دي " اونھوں نے کہا : " جب سے آنحضرت کا ساتھ چھوٹا کسي نے مجھہ کو ملامت نہیں کي تھي - میرا گھر بہت دور ھے ' اگر گھوڑا بھاگ جاتا تو میں شام تک گھر نہیں پہونچ سکتا تھا ' میں آنحضرت کي آسانیاں دیکھہ چکا ھوں (بخاري جزء ۸)

تفسیر البیان

اور جماعۃ طلباء

تفسیر کے حقیقي مخاطب و مستحق طلباء ھیں

مجھے اس بات سے ایک گونہ افسوس ھے کہ آپنے عام مسلمان خریداروں کے لیے البیان کے چندے میں ایکروپیہ کي رعایت کي ھے ' بشرطیکہ ایک ماہ کے اندر خریداري کي درخواستیں آپ کے دفتر میں پہونچ جائیں - مگر اُن بیچاروں کے لیے کسي قسم کي رعایت نہیں رکھي جن کے لیے البیان کا مطالعہ از بس ضروري ھے ' اور قوم کے لیے عموماً اور آپ جیسے فاضل اجل ' داعي الی الحق ' اور اسلام کے دلدادہ کے لیے خصوصاً لازم ھے کہ اُن کي حالتوں کو درست کیا جاے - تاکہ آیندہ ترقي کے لیے ایک مفید عنصر ثابت ھوں -

آپ کو معلوم ھوگا کہ آجکل کے پڑھے لکھے نوجوانوں پر مغربي تعلیم نے ایسا اثر کیا ھے کہ وہ اسلام کي حقانیت اور اُس کے معاني کو پس پشت ڈالتے جاتے ھیں ' اور اس طرف سے بہت کچھہ غفلت کر رھے ھیں ' آجکل کے طالب علم کو اِتنا بھي معلوم نہیں ھے کہ اسلام کیا ھے ؟ اور قرآن حکیم کي کیا تعلیم ھے ؟ مگر میرے خیال میں ایک طرح وہ راستي پر ھیں ' کیونکہ اُن کو ایسي ھي تعلیم دي جارھي ھے جس میں مستغرق ھونے کے بعد وہ مذھبي تعلیم کي کسي طرح پروا نہیں کرسکتے - پھر عموماً وہ غریب اپنے تعلیمي اخراجات کے نیچے اِس قدر دبے ھوئے ھیں کہ ان میں اتني طاقت ھي نہیں ھوتي ھے کہ عمدہ عمدہ مذھبي کتب کا مطالعہ کر سکیں -

اگرچہ جو قیمت سالانہ آپنے البیان کي رکھي ھے ' اسقدر زیادہ نہیں ' مگر ایک طالب علم کے لیے زیادہ ھے ' کیونکہ اُس کے تعلیمي اخراجات اتنے زیادہ ھیں کہ ایک کوڑي بھي اُن کتب کے مطالعہ کے لیے نہیں بچا سکتا - میں نے اکثر طالب علموں کو اسوقت کہتے سنا ھے کہ " افسوس البیان کا مطالعہ ھمارے لیے ازحد ضروري ھے ' مگر ھم کچھہ نہیں کر سکتے - ھم میں اتني طاقت نہیں کہ اس کي خریداري کے لیے رقم مھیا کر سکیں "

میں دعوے سے کہہ سکتا ھوں کہ اگر ھم طالب علموں کے لیے کسي قدر ھمیشہ کے لیے البیان کے سالانہ چندے میں رعایت کي جاے ' تو بہت سے طالب علم اِس کو خریدنے کے لیے تیار ھو جائینگے ·

اس زمانہ میں اس بات کي سخت سے سخت ضرورت ھے کہ کسي صورت سے طالب علموں کے دلوں میں اسلام کي حقانیت کا اثر ڈالا جاے ' اور اسلام کا من جانب اللہ ھونا ثابت کیا جاے - اور یہ اسي طرح ھو سکتا ھے کہ قـرآن کریم کي ایک مفصل اور مشرح تفسیر اُنکے سامنے پیش کي جاے ' جس کو وہ بآساني مطالعہ کرسکیں - یہ تو ھر طرح معلوم و یقین ھے کہ صرف آپ ھي کي تفسیر اس ضرورت کو پورا کر سکتي ھے ' مگر سوال یہ ھے کہ ھم لوگ (طالب علم) کیا طریقہ اختیار کریں جس سے فیضیاب ھو سکیں ؟

.... بي - اے -

متعلم ایل - ایل - بي - کلاس

هر فرمایش میں البلاغ کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یه مشهور ناول جو که سوله جلدوں میں هے ابهي چهپ کر نکلی هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں ملجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - کپڑیکي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۲۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي اور ایک روپیه ۱۳ - آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بوبازار - کلکته

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

تبله انعام

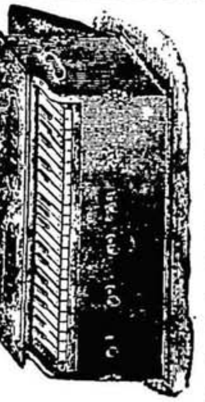

همارا سائنس فکسن فورسوٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں گراساں لکڑي سے طیار کیا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قیمت اور کبهي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماه کیلیے یه قیمت رکهی گئی هے - ایک مرتبه منگوا کر آزمایش کیجیے - نهیں تو پهر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیدینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے که یه کمپنی کسی کو دهوکا نهیں دیتی هے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیه - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیه - هر ایک باجه کیواسطے مبلغ پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکهنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتهه ایک گهڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتهه ایک تبله و ڈگی انعام دیا جاویگا - هندي هارمونیم سکهها کا قیمت ایک روپیه هے -

نیشنل هارمونیم کمپني ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

یه ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپنی قدرتي قوت سے گرجاتا هے - یه دوا ان کهوئي هوئي قوت کو پهر پیدا کر دیتي هے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا ذمه - کهانسي کے لیے بهي مفید هے - قیمت ایک روپیه -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچها هوتا هے - قیمت ایک روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوباتي جنون ' مرگي کا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیره وغیره دفع هوتي هے - اور وه ایسا صحیح و سالم هو جاتا هے که ابهی ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبهرالین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر پا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور لطف زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبهرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهر - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کهمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - " مینے اوبهرالین کو امراض مستورات کیلیے " نهایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ریلس - ایل - ایم - اینڈ - ایس - آر - سي - پي - ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- " نمونے کي شیشیاں اوبهرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بهت نفع بخش پا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لندن) سینٹ جان اسپتال ارکاڈي بمبئي فرماتي هیں : " اوبهرالین جسکو که مینے استعمال کیا هے " زنانه شکایتوں کیلیے بهت عمده اور کامیاب دوا هے "

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

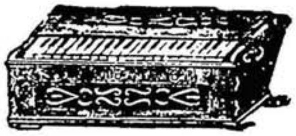

IMPERIAL FLUTE

بهترین اور نهایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیه

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیه -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیه

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوپن ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز دوا - یه دوائی دماغی کمزوریکو دفع کرتي هے - پژمرده دلونکو تازه بناتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه بکثرت مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پهنچتي هے - هسٹریه وغیره کو بهی مفید هے جو لوگ کو لوگونکی پاس کی قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کےبیروني استعمال سے ضعف باه انکو زائل هو جاتي هے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹه آنه -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزایش - رنگوں کي درازي - بال کا بڑهنا یه سب باتیں اسمیں موجود هیں - نهایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیه -

نمونه مُفت - مشوره مُفت - فهرست مُفت

Datta & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت ! مفت ! !

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني - و زندگي کا بیمه کتاب تانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

البیان

فی

مقاصد القرآن

ھذا بیان للناس، وھدی و موعظة للمتقین (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کی مفصل تفسیر، از خامہ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکی محیط الکل معلمانہ دعوۃ کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے، یہ اسی قلم سے نکلی ہوئی مفصل اور مکمل تفسیر القرآن ہے !

یہ تفسیر موزوں کتابی تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئی ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ صفحے اعلی درجہ کے ساز و سامان طباعۃ کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا ہوگا، انشاء اللہ عنقریب شائع ہوجائیگا - قیمت سالانہ ۲۵ - ربیع الاول تک چار روپیہ - بعد کو پانچ - روپیہ -

اڈیٹر الہلال کی رائے

میں ہمیشہ کلکتہ کے یورپین فرم " جیمس مرے " کے یہاں سے عینک لیتا تھا - اس مرتبہ مجھے ضرورت ہوئی تو میسرز ایم - ان - احمد - اینڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ رپن اسٹریٹ کلکتہ) سے کئی مختلف قسم کی عینکیں خرید کیں، اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح بہتر اور عمدہ ہیں، اور یورپین کارخانوں سے مستغنی کردیتی ہے - مزید براں مقابلتا قیمت بھی ارزاں ہیں - کام بھی جلد اور وعدہ کے مطابق ہوتا ہے -

آپکو واجبی قیمت پر ہر قسم کی اصلی پتھر کی عینک مضبوط صحیح وقت دینے والی گھڑیونکی ضرورت ہو تو ان میں سے ایک منگواکر آزمایش کریں - رعایتی قیمت وغیرہ کی لالچ میں پڑکر دھوکا نہ کھائیں •

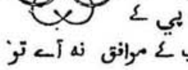

صرف اپنی عمر و دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمانے پر ہمارے لایق و تجربہ کار ڈاکٹرونکی تجویز سے اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی کے ارسال خدمت کی جائیگی - اسپر بھی اگر آپ کے موافق نہ آے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی -

عینک نکل کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۵ روپیہ سے آٹھہ روپیہ تک -

عینک رولڈ گولڈ کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت دس روپیہ سے پندرہ روپیہ تک - محصول ڈاک، وغیرہ ۲ - آنہ -

دو نظر (یعنی نزدیک و دور دیکھنے) کی عینک قیمت بالا نرخوں سے ۵ روپیہ زیادہ -

۱- انگلش واچ پتلی خوشنما مضبوط و صحیح وقت کی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۵ روپیہ -

۲- ڈبل کیس خوبصورت و مضبوط وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۲ روپیہ -

۳ - چاندیکی ڈبل کیس مثل کروالیزر کے وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۱۰ روپیہ -

۴ - نکل کیس و میگا واچ نہایت پائدار و وقت کی نہایت سچی گارنٹی ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپیہ -

۵ - نیو رست واچ ہاتھہ کی زیب دینے والی مع تسمہ گارنٹی چار سال مع محصول ۱۵ - روپیہ سے ۲۲ - روپیہ تک -

ایم - اِن - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گھری نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی کلکتہ

جسکا درد وھی جانتا ھے، دوسرا کیونکر جان سکتا ھے

یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب ہو رہا ہے - سردی ہٹانے کیلیے کتنے بندوبست کیے جاتے ہیں - لیکن افسوس بدقسمتی سے دمہ کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بہت ہی پریشان ہوتے ہیں، اور رات و دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلے جاتے ہیں، اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے - دیکھیے ! آج اونکو کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کی بازاری دوا زیادہ تر نشیلی اشیاء اور دھتورہ، بھنگ، بلا ڈونا، پوٹاس، اے او دالڈ، دیکر بنتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا ایک انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفا پاکر مداح ہیں - آپنے بہت خرچ کیا ہوگا - لیکن ایک مرتبہ اسے بھی آزمالیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیہ چار آنہ فی شیشی - محصولڈاک ۵ آنہ - اس دوا کی دو خاص فوائد ہیں - (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے - (۲) اور کچھہ روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ہے اور جبتک استعمال میں رہے دورہ نہیں ہوتا ہے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ